بسم اللہ الرحمن الرحیم

کروں پہلے توحید یزداں رقم — جھکا جسکی سجدہ کو اوّل قلم
سر لوح پر کہہ بیاض جبین — کہا دوسرا کوئی تجھسا نہین
قلم پھر شہادت کی اونگلی اوٹھا — ہوا حرف زن یون کہ ربّ العلا
نہین کوئی تیرا نہ ہوگا شریک — تیری ذات ہی وحدہٗ لاشریک
پرستش کی قابل ہی تو ای کریم — کہ ہی ذات تیری غفور الرّحیم
رہ حمد مین تیری ای عزّ و جل — تجھی سجدہ کرتا چلون سر کی بل
وہ الحق کہ ایسا ہی معبود ہے — قلم جو لکھی اوس سی افزود ہے
سبھونکا وہی دین و ایمان ہی — یہ دل ہی تمام اور وہی جان ہی
تر و تازہ ہی اوس سی گلزار خلق — وہ ابر کرم ہی ہوا دار خلق
اگرچہ وہ بی فکر و غیور ہے — ولی پرورش سب کی منظور ہے
کسی سی بر آئی نہ کچھ کام جان — جو وہ مہربان ہو تو کل مہربان

وہ معبود یکتا خدائی جہان کہ جسنی کیا کن مین کون و مکان
دیا عقل و ادراک اوسنی ہمین کیا خاک سی پاک اوسنی ہمین
پیغمبر کو بہیجا ہماری لیئے وصی اور امام اوسنی پیدا کیے
جہان کو اونہون نی دیا انتظام برائی بہلائی سو جہانی تمام
دکہائی اونہون نی ہمین راہ راست کہ تا ہونہ اوس راہ سی باز خواست
کہ وہ کون سی راہ شرع نبی کہ جنت کی رستہ کو سیدہی گئی

صفت حضرت رسول خدا خاتم انبیا

نبی کون یعنی رسول کریم نبوت کی دریا کا در یتیم
ہوا گو کہ ظاہر مین اُمّی لقب پر علم لدنّی کہلا دل پہ سب
نتہا از لکہی اور کہی بی رقم چلی حکم پر اوسکی لوح و قلم
ہوا علم دین اوسکا جو آشکار گذشتہ ہوی حکم تقویم پار
اوٹہا کفر اسلام ظاہر کیا بتونکو خدائی سی باہر کیا
کیا حق نی نبیونکا سردار اوسے بنایا نبوّت کا حقدار اوسے
نبوت جو کی حق نی اوسپر تمام لکہا اشرف الناس خیر الانام
بنایا سمجہ بوجہ کر خوب اوسی خدائی کیا اپنا محبوب اوسی
کرون اوسکی رتبہ کا کیا مین بیان کہڑی ہون جہان باندہی صف مرسلان
مسیح اوسکی خرگاہ کا پارہ دوز تجلی سی طور اوسکا مشعل فروز
خلیل اوسکی گلزار کا باغبان سلیمان سی کئی مہردار اوسکی و[illegible]
خضر اوسکی سرکار کا آبدار زرہ ساز داؤد سی ہان ہزار
محمد کی مانند جگ مین نہین ہوا ہی نہ ایسا نہ ہوگا کہین

بیان عدم سایہ آن حضرت

یہ تہی رمز جو اوسکی سایہ تہا — کہ زنگ دوئی یان تک آیا تہا
نہونیکی سایہ کا تہا یہ سبب — ہوا صرف تو شمس مین کعبہ کی سب
وہ قد اس لئی تہا نہ سایہ فگن — کہ تہا گل وہ ایک معجزہ کا بدن
ہیلا سایہ اوسکا لطیف اس قدر — نہ آیا لطافت کی باعث نظر
عجب کیا جو اوس گلکی سایہ نہو — کہ تہا وہ گل قدرت حق کی بو
خوش آیا نہ سایہ کو ہونا جدا — اوسی نور حق کی رہا زیر پا
نہ ڈالی کسی شخص پر اپنی چہانو — کسی کا نہ دیکہا دیکہ اوسکی پانو
وہ ہوتا زمین گیر کیا فرش پر — قدم اوسکی سایہ کا تہا عرش پر
نہونیکی سایہ کی ایک وجہ اور — مجہی خوب سوجہی یہ ہی شرط غور
جہانتک کہ تہی یہانکی اہل نظر — سمجہہ مایہ نور کحل البصر
سبہون نی لیا پتلیون پر اوٹہا — زمین پر نہ سایہ کو گرنی دیا
سیاہی کی پتلی کا ہی یہ سبب — وہی سایہ پہرتا ہی آنکہون مین اب
وگرنہ یہ تہی چشم اپنی کہان — اوسی سی یہ روشن ہی سارا جہان
نظر سی جو غائب وہ سایہ رہا — ملائک کی دل مین سما یار ہا
نہین ہمسر اوسکا کوئی جز علی — کہ بہائیکا بہائی وصی کا وصی
ہوئی جو نبوت نبی پر تمام — ہوئی نعمت اوسکی وصی پر تمام
جہان فیض سی اونکی ہی کامیاب — نبی آفتاب و علی ماہتاب

صفت حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب

علی دین و دنیا کا سردار ہے — کہ مختار کی گھر کا مختار ہے
دیا بہ امامت کی گلشن کا گل — بہار ولایت کا باغ سنبل
علی رازدار خدا و نبی — خبردار سر خفی و جلی
علی بندۂ خاص درگاہ حق — علی سالک رہبر راہ حق
علی ولی ابن عم رسول — لقب شاہ مردان زوج بتول
کہی یون جو چاہی کوئی بیر سے — یہ نسبت علی کو نہین غیر سے
خدا نفس پیغمبرش خواندہ است — دگر را فضیلت بکس ماندہ است
یہان بات کی اب سمائی نہین — نبی اور علی مین جدائی نہین
نبی و علی ہر دو نسبت بہم — دوتا و یکی چون زبان قلم
علی کی عدو دوزخی دوزخی — علی کا محب جنتی جنتی
نبی و علی فاطمہ اور حسن — حسین ابن حیدر یہ ہین پنجتن
ہوئی اونپہ دو جگ کی خوبی تمام — اونہون پہ درود اور اونہون پہ سلام
علی سی لگا تا بہ مہدی دین — یہ ہین ایک نور خدای برین
اونہو نسی ہی قایم امامت کا گھر — کہ بارہ ستون ہین یہ اثنا عشر
صغیرہ کبیرہ سی یہ پاک ہین — حساب عمل سی یہ بیباک ہین
ہوا یہانسی ظاہر کمال رسول — کہ بہتر ہوی سب سی آل رسول

صفت اصحاب کرام

سلام اونپہ جو اونکی اصحاب ہین — وہ اصحاب کیسی کہ احباب ہین
خدا نی اونہونکو کہا مومنین — وہ ہین زینت آسمان و زمین
خدا اونسی راضی رسول اونسی خوش — علی اونسی راضی بتول اونسی خوش

رہی غرض اونکی ہمین دوستی　　کہ اپنا دسی تو جہان نثار جی

مناجات

الہی بحق رسول امین　　بحق علی و باصحاب دین

بحق بتول و بہ آل رسول　　کرون عرض جو مین ہووی قبول

الہی مین بندہ گنہگار ہون　　گناہون سی اپنی گرانبار ہون

مجہی بخشیو میری پروردگار　　کہ ہی تو کریم اور آمرزگار

میری عرض یہ ہی کہ جبتک جیون　　شراب محبت تیری پیون

سوا تیری الفت کی اور سب ہیچ　　یہی ہو نہ ہو اور کچہ ایچ پیچ

جو غم ہو تو ہو آل احمد کا غم　　سوا اس الم کی نہ ہو فکر و غم

رہی سب طرف سی میری دل کو چین　　بحق حسن اور بحق حسین

کسی سی نکرنی پڑی التجا　　تو کر خود بخود میری حاجت روا

صحیح اور سالم سدا مجکو رکہہ　　خوشی سی ہمیشہ خدا مجکو رکہہ

میری آل اولاد کو شاد رکہہ　　میری دوستونکو تو آباد رکہہ

مین کہاتا ہون جسکا نمک یا کریم　　سدا رحم کر اوسپہ تو ای رحیم

جیون آبرو اور حرمت کی ساتہہ　　رہو مین عزیز و مین عزت کی ساتہہ

بر آوین میری دین و دنیا کی کام　　بحق محمد علیہ السلام

تعریف سخن

پلا مجکو ساقی شراب سخن　　کہ مفتوح ہو جس سی باب سخن

سخن کی مجہی شکر دن رات ہی　　سخن ہی تو ہی اور کیا بات ہی

سخن کی طلبگار ہین عقلمند — سخن سی ہی نام نکویان بلند
سخن کی کرین فکر مردان کار — سخن نام اونکا رکھی برقرار
سخن سی وہی شخص رہتی ہین کام — جنہین چاہیی ساتھہ نیکی کی نام
سخن سی سلف کی بہلائی رہے — زبان قلم سی برائی رہے
جہان رستم و گیو و افراسیاب — سخن سی رہی یادیہ نقل خواب
(نام پہلوان ۱۲)
سخن کا صلہ یار دیتی رہے — جواہر سے اول لیتی رہے
سخن کا سدا گرم بازار ہے — سخن سنج اوسکا خریدار ہے
رہی جب تلک داستان سخن — الٰہی رہی قدردان سخن

مدح شاہ عالم بادشاہ

خدیو فلک شاہ عالی گہر — زمین بوس ہون جسکی شمس و قمر
جہان اوسکی پرتو سی ہی کامیاب — وہ ہی برج اقلیم مین آفتاب
اسی مہر سی ہی منور یہ ماہ — جہان ہووی اور ہو جہاندار شاہ
وہ مہر منور یہ ماہ منیر — اور اوسکا یہ نجم سعادت وزیر

مدح نواب آصف الدولہ

فلک رتبہ نواب عالی جناب — کہ ہی آصف الدولہ جسکا خطاب
وزیر جہان حاکم عدل و داد — ہی آبادئی ملک جس سی مراد
جہان عدل سی اوسکی آباد ہے — غریبون فقیرونکا دل شاد ہے
پہری بہاگتا موسی سی فیل مست — زبردست ظالم یہ ہی زیردست
[illegible] — [illegible]

ہے گا اگر نقص [illegible] ل — تو لیا یا کری ہیچ و متصل
وہ انصاف سی جو گذرتا نہین — اسی ہر کوئی شخص ڈرتا نہین
نہوا گہہ بکری کو کچہ گفت گو — اگر اسکا چیتا نہو دی کبہو
گرا آواز سن صیاد کی کچہ کہے — تو باز آئی چیتک کہ پہری رہے
پہری شمع کی گرد گرا کی چور — صبا کہہ لیجاوی اوسکو بزور
نلی جب تلک شمع پروانے — پتنگی کی پر کو نہ چہیڑی کبہی
اگر آپ سی اوسپہ وہ آ گری — تو فانوس مین شمع بجہتی پہری
گرا چاہتا اوسکی جلنی بال و پر — تو گلگیر لی شمع کا کاٹ سر
اوسی عدل کی جو طرح یاد ہی — کسی یاد ہی یہ جو داد او ہی
ستم اوسکی ہاتہو نسی ڈرا یا کری — سدا فتنۂ دہر سو یا کری
گہرو نمین فراغت سی سوتی ہین سب — شری گہرمین چوراپنی روتی ہین شب
وہ بہی باعث عیش خرد و کلان — کہ ہی نام سی اوسکی مشتق امان
بیان سخاوت کرون جو رقم — تو دُر ریز کا غذ پہ ہووی قلم
نظر سی توجہ کی دیکہا جدہر — دیا مثل نرگس اوسی سیم و زر
سخاوت یہ ادنٰی سی ایک اسکی ہی — کہ ایک دن وہ شالی دیہات سی
سوا آپ کی ہی اور یہ داستان — کہ ہو جسپہ قربان حاتم کی جان
ہوئی کم جو ایکسال کچہ برشکال — گرانی سی ہونی لگی ایک سال
غریبونکا دم سا نکلنی لگا — تو گلکا بہی پانون چلنی لگا
وزیر الممالک نی تدبیر کر — خدا کی دیا راہ مین مال و زر
محلہ محلہ کیا حکم یہ — کہ باڑی سی آس غم کی کہولین گرہ
یہ چاہا کہ خلقت کسی ڈہب سی جئے — کئی لاکہہ لاکہہ ایک دن مین دئے

یہ لوشس پڑی ملک مین جو تمام
لیا ہاتہہ تی اوسکی کر تونکو تہام

یہ بندہ نوازی یہ جان پرورے
یہ آئین سرداری و سروری

ہوی ذات پر اوس سخی کی تمام
تکلف ہی آگی سخاوت کا نام

فقیر و نکی تو یہان تلک ہی بنی
کہ یک یک یہان ہو گیا ہی غنی

یہ کیا دخل آوازدی جو گدا
جہنکنی کی گاگی ہووی صدا

قدح لیکی گس جو ہووی کہڑی
تو خجلت سی جاوی زمین مین گڑی

نہوا اوسکا شامل جو ابر کرم
اثر ابر نیسان سی ہووی عدم

ہر ایک کام اوسکا جہانکی مراد
فلاطون طبیعت ارسطو نژاد

جب ایسا وہ پیدا ہوا ہی بشر
تب اوسکو دیا ہی یہ کچہ مال و زر

لکہون گر شجاعت کا اوسکی بیان
قلم ہو سر ارستم و داستان

غضب سی وہ ہاتہہ اپنا جس پر اوٹہائے
اجل کا طمانچہ کہ قسم اوسکی کہائے

کری جنجگہ زور اوسکا نمود
دل آہن اوسجا پہ ہووی کبود

چلی تیغ گر اوسکی روز مصاف
نظر آئی دشمن کا میدان صاف

اگر بیچ ائی سی کوئی عدو
ملا دیوی اوس تیغ سی منہ کہو

تو ایسی ہی کہا کر گری سر کی بہل
کہ سر پیہ کہڑی اوسکی روئی اجل

نہو کیونکہ وہ تیغ برق غضب
کہ بخشش کی تشدید جوہر ہی سب

ہوئی ہم قسم اوسکی تیغ اجل
نکل آئی یہ کر پڑی وہ اوگل

لگا وی اگر کوہ پر ایک بار
گذر جاوی یون جیسی صابن مین تار

غضب سی غضب اوسکی کانپا کری
تہوڑسی ہیبت ہی اوسکی ڈرے

اور اوس ورے بی یہ حلم و حیا
کہ ہے خلق کا جیسی دریا بہا

جہانتک کہ ہین علم و کسب کمال
ہر ایک فن مین ماہر ہی وہ خوشخصال

سخندان سخن سنج شیرین زبان
سخن کی نہین اوس سی پوشیدہ بات
سلیقہ ہر ایک فن مین ہر بات مین
سدا سیر پر اور تماشی پہ دل
نہین اوسکو کیونکر ہوای شکار
دلیرون کو ہی بس دلیرونسی کام
شہان را ضرورست مشق شکار
کھلی بند ہین جتنی صحرا مین صید
ز مہرش دل آہوان سوختہ
شجاعت کا ہمت کا یہ کام ہی
نہ ہوتا اگر اوسکو عزم شکار
نہ بچتی جہان بیچ خرد و بزرگ
یہ انسان پر اوسکا احسان ہے
بنائی جہان اوسنی نخچیر گاہ
رکھا صید بحری پہ جبسدم خیال
مگر اپنا دیتی ہین جی جان کر
نہ سمجھو نکلتی ہین دریا مین سوس
جنرونکا دل اوسطرف ہی لگا
پلنگونکا ہی بلک چیتا ستہے
خبر اوسکی سنکر نہ گینڈا سے چلے
جو کچھ دل مین گینڈی کی آوی خیال

وزیر جہان وحید زمان
غوامض ہین سب سہل اونکی لگات
نکلتی نئی بات ذرات مین
کشادہ دلی اور خوشی متصل
تہور شعار ذکا ہی یہ شعار
کہ رہتا ہی شیرونکو شیرونسی کام
کہ آید پی صید دلہا بکار
ہین نواب کی دام الفت مین قید
لفتراک او چشمہا دوختہ
درم ہاتھ مین ہی کہ یا دام ہی
درندونسی بچتا نہ شہر و دیار
یہ ہو جاتی سب لقمۂ شیر و گرگ
کری خوف انسانکی جان ہے
رہی صید وہان آکی شام و پگاہ
لیا پشت پر اپنی ماہی نی جال
کہ تا پوپہ کرتی ہین آن آن کر
خوشی سی اوچھلتی ہین دریا مین سوس
پرندو نکو منتی ہی اوس سی ہوا
اگر آ بندہا دی ہماری کو لئے
کہ ہاتھی بھی ہو مست اپنی چلے
تو بہاگی اوس آگی سپر اپنی ڈال

کہڑی ارتی ہوتی ہین سر جوڑ جوڑ
کہ جی کون بتا ہی [illegible] ہوڑ

اطاعت کی حلقہ سی بہاگی جو فیل
پلک اوسکی دلہو مین ہو تفتہ مسیل

سو وہ تو اطاعت مین یکسر سست ہین
نشہ مین محبت کی سب مست ہین

اسیکی لئی گو کہ ہین وہ پچھاڑ
قدم اپنی رکہتی ہین سب گاڑ گاڑ

کہ شاید مشرف سو ایسی ہون
سرافراز چلکر عماریسی ہون

چلین جب یہ کچہ ہوئی حیوان کا
تو پہر حق بجانب ہی انسان کا

کسی ہو نہ صحبت کا اوسکی ہوس
دلی کیا کرین جو نہ ہو دسترس

فلک بارگاہا ملک در کہا
جدا مین جو قدموسی تیری رہا

نہ کچہ عقل نی اور تدبیر سے
رکہا مجکو محروم تقدیر نے

پر اب عقل نی میری کہولی ہین گوش
دیا ہی مدد سی تری مجکو ہوش

سو مین ایک کہانی بنا کر نئی
دُرِ فکر سی گوندہ لڑیان سی لئی

لی آیا ہون خدمت مین بہر نیاز
یہ امید ہی پہر کہ ہون سرفراز

میرا عذر تقصیر ہوئی قبول
بحق علی و بآل رسول

رہین شاد و آباد کل خیر خواہ
پہرین اس کہرانیکی دشمن تباہ

رہی جاہ و حشمت تیرا یہ مدام
بحق محمد علیہ السلام

اب آگی کہانیکی ہی داستان
ذرا سنئی دل دیکی اسکا بیان

آغاز داستان

کسی شہر مین تہا کوئی بادشاہ
کہ تہا وہ شہنشاہ گیتی پناہ

بہت حشمت و جاہ مال و منال
بہت فوج سی اپنی فرخندہ حال

کئی بادشاہ اوسکو دیتی تہی باج
خطا و ختن سی وہ لیتا خراج

کوئی دیکہتا آگی جب اوسکی فوج
تو کہتا کہ ہی بحر ہستی کی موج

طویلہ کی اوسکی جوادی تہی خر
جہانتک کہ سرکش تہی اطراف کی
رعیت تہی آسودہ و بی خطر
عجب شہر تہا اوسکا مینو سوا
لگی تہی ہر ایک جا پہ وہان سنگ و خشت
زمین سبز و سیراب عالم تمام
عمارت تہی پکی وہان بیشتر
کہین چاہ و منبع کہین حوض و نہر
کرون اوسکی وسعت کا کیا مین بیان
ہنرمند وہان اہل حرفہ تمام
یہ دلچسپ بازار تہا چوک کا
جہانتک کہ رستی تہی بازار کی
وہ پختہ دوکانونکی دیوار و در
صفا پر جو اوسکی نظر کر گئے
ہوئی قلعہ کی اوسکی کیا مین شکوہ
وہ دولت سرا خانۂ نور تہا
ہمیشہ خوشی رات دن سیر باغ
سدا عیش و عشرت سدا راگ رنگ
غنی وہان ہوا جو کہ آیا تباہ
ندیکہا کسینی کوئی وہان فقیر
کہانتک کہون اوسکا جاہ و حشم

اونہین نعلبندین ملتا تہا زر
وہ اوس شہ کی بستی تہی قلمرون کی
نہ غم مفلسی کا نہ چوری کا ڈر
کہ قدرت خدائیکی آتی تہی یاد
ہر ایک کوچہ اوسکا تہا رشک بہشت
نظر کو طراوت وہان صبح و شام
کہ گذری صفائی سی اوسپر نظر
ہر ایک جا پہ آب لطافت کی لہر
کہ جون اصفہان تہا وہ نصف جہان
ہر ایک نوع کی خلق کا ازدحام
کہ شہری جہان بس وہین دل لگا
تہی کہ تختی تہی گلزار کی
سفیدی پہ جسکی نہ ٹہہری نظر
اوسی دیکہہ کر سنگ مرمر گئے
گئی دب بلندی کو دیکہہ اوسکی کوہ
سدا عیش و عشرت سی معمور تہا
ندیکہا کبہی دل پہ جز لالہ داغ
نہ تہا زیست سی اپنی کوئی تنگ
عجب شہر تہا وہ عجب بادشاہ
ہوئی اوسکی دولت سی گہر گہر امیر
محل و مکان اوسکا رشک ارم

سدا ماہرویون سی صحبت آرہے — سدا جام زرین سی رغبت اوسے
ہزارون پری پیکر اوسکی غلام — کمر بستہ خدمت مین حاضر مدام
ولی طرف سی وہ نہ کہتا تہا غم — مگر ایک اولاد کا تہا الم
اسی بات کا اوسکی تہا دل داغ — نہ رکہتا تہا وہ اپنی گہر کا چراغ
دنونکا عجب اوسکی پہ پہیر تہا — کہ اوس روشنی پر پہ اندہیر تہا
وزیرون کو ایک روز اوسنی بلا — جو کچہ دل کا احوال تہا سو کہا
کہ مین کیا کرونگا یہ مال و منال — فقیر لگا ہی میری دلکو خیال
فقیر اب نہون تو کرون کیا علاج — نہ پیدا ہوا وارث تخت و تاج
جوانی تو میری گئی سب بسر — نمودار پیری ہوی سر بسر
دریغا کہ عہد جوانی گذشت — جوانی مگو زندگانی گذشت
بہت مال پر جان کہو یا گئی — بہت فکر دنیا مین سو یا گئے
رہی نی تمیزی و بیجا صلے — کہ از فکر دنیا و دین غافلے
وزیرون نی کی عرض کای آپ — نہو ذرہ تجکو کبہی اضطراب
فقیری جو چہی تو دنیا کی ساتہہ — نہین خوب جانا ادہر خالی ہاتہہ
کرو سلطنت لیک اعمال نیک — کہ تا دو جہان مین ہی حال نیک
جو عاقل ہون و سوچ مین نیک تر — کہ ایسا نہ ہووی کہ پہر سب کہین
تو کار زمین رانکو ساختی — کہ بر آسمان نیز پرداختی
یہ دنیا جو ہی مزرع آخرت — فقیر مین ضایع کرو اوسکو مت
عبادت سی اس کشت کو آب دو — کہ وہان جا کی خرمن ہی تیار لو
رکہو یاد عدل و سخاوت کی بات — کہ اس فیض سی ہی تمہاری نجات
مگر ہان جو اولاد کا ہی یہ غم — سو اسکا تردد بہی کرتی ہین ہم

عجب کیا کہ ہوئی تمہاری خلف
کرو تم نہ اوقات اپنی تلف

نہ لاؤ کبھی یاس کی گفتگو
کہ قرآن مین آیا ہی لا تقنطوا

بلاتی ہین ہم اہل تنجیم کو
نصیبون کو اپنی ذرا دیکہہ لو

تسلی تو دی شاہ کو اس نمط
ولی اہل تنجیم کو بہیجی خط

نجومی و رمال اور برہمن
غرض یاد تہا جنکو اُس فن کا

بلاکر انہین شہ کنی لی گئے
جو ہین رہبر و شہ کی وہ سب گئے

پڑا جب نظر وہ شہ تاج و تخت
دعا دی کہ ہون شہ کی بیدار بخت

کیا قاعدہ سی پہر کر سلام
کہا شہ نی مین تمسی یہ کہتا ہون کام

نکالو ذرا اپنی کتاب
میرا ہی سوال اوسکا لکہہ دو جواب

نصیبون مین دیکہو تو میری کہین
کسی سی ہی اولاد ہی یا نہین

یہ سنکر وہ رمال طالع شناس
لگی کہینچنے زائچی لی قیاس

دہری تختی آگی لیا قرعہ ہاتہہ
لگا دہیان اولاد کا اوسکی ساتہہ

جو پہلین تو شکلین کئی تہین سہل
کئی شکل سی دل گیا اونکا بہل

جماعت نی رمال کی عرض کی
کہ ہی گہر مین امید کی کچہہ خوشی

یہ سن ہمسی ای عالمون کی شفیق
بہت ہمنی تکرار کی ہر طریق

بیاض اپنی دیکہی جو اس رمل کی
تو ایک ایک نقطہ ہی فرزند خوشی

ہی اس بات پر اجتماع تمام
کہ طالع مین فرزند ہی تیری نام

زن و زوج کی شکل مین ہی فرح
پیا کرمی وصل کا تو قدح

نجومی بہی کہنی لگی در جواب
کہ ہمنی بہی دیکہی ہی اپنی کتاب

نحوست کی دن سب گئی ہین نکل
عمل اپنا سب کر چکا ہی زحل

ستاری نی طالع کی بدلی ہین طور
خوشی کا کوئی دن مین آتا ہی دور

نظر کی جو تثلیث و تسدیس پر — تو دیکھا کہ ہی نیک سب کی نظر
کیا پنڈتون نی جب اپنا بچار — تو کچہ اونگلیون پر کیا پہر شمار
جنم پترا شاہ کا دیکہہ کر — تولا اور پہر جہک پہر کر نظر
کہا راجہ جی کی ہی تقدیر دیا — چندرمان سا بالک تری ہوئیگا
نکلتی ہین اب تو خوشیکی بچن — نہو گر خوشی تو نہون پہر ہمن
مہاراجکی ہونگی مقصد شتاب — کہ آیا ہی اب پانچوان آفتاب
نصیبون نی کی آپکی یاوری — کہ آئی ہی اب ساتوین مشتری
مقرر تری چاہیی ہو پسر — کہ دیتی ہی یون اپنی پوتہی خبر
ولیکن مقدر ہی کچہ اور بہی — کہ ہین اس پہلی مین بہی طور بہی
یہ لڑکا تو ہوگا ولی کیا کہین — خطر ہی اسی بارہوین برس مین
نہ آئی یہ خورشید بالای بام — ملبندیسی خطرہ ہی اسکو تمام
نہ نکلی یہ بارہ برس شک مہ — رہی برج مین یہ مہ چاردہ
کہا شہ نی سنکر یہ اونکی تئین — کہو جسکا خطرہ تو اوسکو نہین
کہا جانکی سب طرح خیر ہے — مگر دشت غربت کی کچہ سیر ہے
کوئی اوسپہ عاشق ہو جن پری — کوئی اوسکی معشوق ہو استری
کچہ ایسا نکلتا ہی پوتہی مین اب — خرابی ہو اوسپر کسیکی سبب
ہوئی کچہ خوشی شہ کو اور کچہ الم — کہ دنیا مین توام ہی شادی و غم
کہا شہ نی اسپہ نہین اعتبار — جو چاہی کری میرا پروردگار
یہ فرما محل مین در آمد ہوئی — منجم وہا نسی برآمد ہوئی
خدا سے برس اوسکو تہا اعتقاد — لگا مانگنی اپنی حق سی مراد
خدا سی لگا کرنی وہ التجا — لگا آپ مسجد مین رہنی دیا

نکالا مراد و لکا آخر سراغ لگا لی اودھر لو تو پایا چراغ
سحاب کرم نی کیا جو اثر ہوئی کشت امید کی بارور
اوسی سال مین یہ تماشا سنو رہا حمل ایک زوجۂ شاہ کو
جو کچہ دل پہ گذری تہی رنج و تعب مبدل ہوئی وہ خوشی ساتہہ سب

داستان تولد ہونی شاہزادہ بی نظیر کے

خوشی سی پلا مجکو ساقی شراب کوئی دم مین بجتا ہی چنگ و رباب
کرون نغمۂ تہنیت کو شروع کہ ایک نیک اختر کی ہی طلوع
گئی نو مہینی جب اوسپر گذر ہوا گہر مین شہ کی تولد پسر
عجب صاحب حسن پیدا ہوا جسی مہر و مہ دیکہہ شیدا ہوا
نظر کو نہو حسن پر اوسکی تاب اوسی دیکہہ بیتاب ہو آفتاب
جب اس شکل سی وہ ہوا دلپذیر رکہا نام اوسکا شہ بی نظیر
خواصون نی خواجہ سراؤن نی جا گئی نذر گذرانیان اور کہا
مبارک تجہی ای شہ نیک بخت کہ پیدا ہوا وارث تاج و تخت
سکندر نژاد اور دارا حشم فلک مرتبت اور عطارد رقم
ہی اوسکی اقلیم زیر نگین غلامی کرین اوسکی خاقان چین
یہ سنتی ہی مژدہ بچہا جانماز گئی لاکہہ سجدی کہ ای بی نیاز
تجہی فضل کرتی نہین لگتی بار نہو تجسی مایوس امیدوار
دوگانہ عرض شکر کا کر ادا تہیّہ کیا شاہ نی جشن کا
وہ نذرین خواصونکی خوجونکی لی اونہین خلعت و زر کا انعام دی
کہا جاؤ جو کچہ کہ درکار ہو کہو خانساماں کو تیار ہو

نقیبون کو بلوا کی یہ کہہ دیا
کہ نوبت خوشیکی بجاوین تمام
یہ مژدہ جو پہونچا تو نقارچے
نیا ٹھاٹھہ نقار خانہ کا سب
غلاف اونپہ بانات پرزر کی ٹک
دیا چوب کو پہلی بم سی ملا
کہا زیر نی بم سی بہر سنگہون
بجی شادیانی جو وان اوسگہری
بہم ملکی بیٹھی جو شہنا نواز
سرون پر دی سرپیچ معمول کی
لگی لینی اونچین خوشی سی سنے
تکورونکی نوبتکی شہنا کی دہن
ترہی او قرنا ی شادیکی دم
سنی جہانجہ نی جو خوشیکی نوا
نئی سر سی عالم کو عشرت ہوئی
محل سی لگا تا بدیوان عام
چلی لیکی نذرین امیر و وزیر
دلی شاہ نی شاہزادہ کی تا نون
امیرون کو جاگیر لشکر کو زر
نواصونکو خو جو نکو جوڑے دی
خوشی مین کیا یہان تلک زر نثار

کہ نقار خانہ مین دو حکم جا
خبر سنکی یہ شاد ہون خاص و عام
لگا ہر جگہہ بادلہ اور زر سے
مہیا کرا اسباب عیش طرب
شتابیسی نقار و تکو سینک سا
لگی پہیلنی ہر طرف کو صدا
کہ ڈون ڈون خوشیکی خبر کیون ندین
ہوئی گرد پیش آ کی خلقت کہڑی
بنا منہ سی پہرکی لگا او سپہ ساز
خوشی سی ہوئی گال گل پہولکی
ارانا لگا بجنی اور سگہڑ لے
سگہڑ سنی والونکو کہتی تہی سن
لگی بہرنی ٹھپا اور کہرج مین بہم
تہرکنی لگا تالیون کو بجا
کہ لڑکی کی ہونیکی نوبت ہوئے
عجب طرحکا ایک ہوا ازدحام
لگی کہینچنے زر کی تودی فقیر
مشائخ کو اور پیرزادونکو گانون
وزیرونکو الماس لعل و گہر
سپاہی جو تہی اونکو گہوڑی دیے
جسی ایک دینا تہا بخشی ہزار

دوپٹے کو کرنا کبھی منہ کی اوٹ — کہ پھر دیکھیں تو جائے دل لوٹ پوٹ
کبھی ایک تان مین اونکو ارمان ہے — کہ دل لیجیے تانکی جان یہ
کوئی من مین سنگیت کی شعلہ رو — پرم جوگ لچھمی کی لی پہلو
کوئی ڈیڑھ گت ہی مین پاؤن ملی — کھڑی عاشقونکی دلونکو ملی
کوئی دائری مین سجا کر برت — کوئی دہمدہی مین دکھا اپنا فن
غرض ہر طرح دلکو لینا اونہین — کئی طرح سی داغ دینا اونہین
کبھی مار ٹھوکر کرین قتل عام — کبھی ہاتھ اوٹھا لیوین گرتیکو تھام
کہین دہرپت اور گیت کا شور وغل — کہین قول و قلبانہ و نقش و گل
کہین بھانڈ کی ولولونکا سمان — کہین ناچ کشمیریونکا او تان
مجیرا پکھاوج گلی ڈالکی ہول — بجاتی تہی او بن بجاتی ڈہول
محل مین جو دیکھو تو ایک ازدحام — مبارک سلامت کی تہی دہوم دہام
وہان بھی پڑے عیش و عشرت کی دہوم — پری پیکرونکا ہر ایک جا ہجوم
یہ چہٹی تلک غرض تہی خوشی ہی کی بات — کہ دن عید اور رات تہی شب برات
شبہی ابہی اسی مین جون ہلال — محل مین لگا پلنی وہ نونہال
برس گانٹھ چہٹہ جب سال اوسکی ہوئے — دل بستگانکی گرہ کہل گئے
وہ گل جبکہ چوتھی برس مین لگا — چھڑایا گیا دودھ اوس ماہ کا
ہوئی تہی جو چہٹی شادی کی دہوم — اوسی طرح سی پہر ہوا وہ ہجوم
طوائف وہی اور وہی راگ رنگ — ہوئی بلکہ دونی خوشی کی ترنگ
وہ گل پاتو پلنی اپنی سجا چلا — وہان آنکہہ کو نرگسون نی ملا
لگا پہرنی وہ سرو جب پاؤن پاؤن — گئی بردی آزاد تب اوسکی نانو

داستان تیاری مین باغ کی

اور جشن کرنا باغ مین

مئی ارغوانی پلا ساقیا / کہ تعمیر کو باغ کی دل چلا
دیا شہ نی ترتیب ایک خانہ باغ / ہوا رشک سی جسکی لالہ کو داغ
عمارت کی خوبی درونکی وہ شان / لگی جسمین زربفت کی سائبان
چقین اور پردی بندہی زرنگار / درون پر کہڑی دست بستہ بہار
کوئی ڈور سی در پہ اٹکا ہوا / کوئی زہ پہ خوبی سی لٹکا ہوا
وہ مقیش کی ڈوریان سر بسر / کہ مہ کا بندہا جس مین تار نظر
چقونکا تماشا تہا آنکہونکا جال / نگہ کو وہانسی گذرنا محال
سنہری مغرق چہتین ساریان / وہ دیوار اور در کی گلکاریان
دئی ہر طرف آئینی جو لگا / گیا چوگنا لطف اوس مین سما
وہ مخمل کا فرش اوسکا ستہرا کہ بس / پڑی جسکی آگی نہ پائی ہوس
رہین طاقچی اوسمین روشن مدام / معطر شب و روز جس سی مشام
چہپر کہٹ مرصع کا دالان مین / چمکتا تہا اس طرح ہر آن مین
زمین پر تہی اسطور اوسکی جہلک / ستارونکی جیسی فلک پر چمک
زمین کا کرون وہانکی کیا مین بیان / کہ صندل کا ایک پارچہ تہا عیان
بنی سنگ مرمر کی چوپڑ کی نہر / لگی چار سو اوسکی پانیکی لہر
قرینہ سی گرد اوسکی سرو سہی / کچہ ایک ورد دور اوس سی نیچی وہی
کہون کیا مین کیفیت دار بست / لگائی رہین تاک وہان مے پرست
ہوائی بہار ایسی گل لہلہی / چمن ساری شاداب اور ڈہڈہی
زمرد کی مانند سبزہ کا رنگ / روش کا جواہر ہوا جس سی سنگ
روش کی صفائی پہ بی اختیار / گل اشرفی نی کیا زر نثار

[illegible] ہرا باغ گل سی چمن — کہین نرگس و گل کہین یاسمن
کہین چنبلی کہین اور کہین موتیا — کہین رای بیل اور کہین موگرا
کہڑی شاخ شبّو کی ہر جا نشان — مدن بانکی اور ہی آن بان
کہین ارغوان اور کہین لالہ زار — چڈی اپنی موسم مین سبکی بہار
کہین جعفری اور گیندا کہین — سمان شب کو داؤدیونکا کہین
عجب چاندنی مین گلونکی بہار — ہر ایک گل سفید ایسی مہتاب وار
کہڑی سرو کی طرح چنپی کی چہار — کہی توکرہ خوشبویونکی بہار
کہین زرد نسرین کہین نسترن — عجب رنگ پر زعفرانی چمن
پڑی آبجو ہر طرف کو بہے — کرین قمریان سرو پر چہچہے
گلونکا لب نہر پر جہومنا — اوسی اپنی عالم مین منہ چومنا
وہ چہمک کی گرنا خیابان پر — نشہ کا سا عالم گلستان پر
لئی ہاتہہ مین بیلچی مالنے — چمن کو لگین دیکہتی بہالنے
کہین تخم پاشی کرین گوڑ کر — پنیری جماوین کہین کہود کر
کہڑی شاخ در شاخ باہم نہال — رہین ہاتہہ جون مست گردن مین ڈال
لب جو پہ آئینہ مین دیکہہ قد — اکڑنا کہڑی سرو کا جدنہ تند
خراماں صبا صحن مین چارسو — دماغونکو دیتی ہر ایک گل کی بو
کہڑی نہر پر فاصل اور قرقرے — لئی ساتہہ مرغابیونکی پرے
صدا قرقرونکی بطونکا وہ شور — درختون پر بگلی موتہ پر ونپہ مور
چمن آتش گل سی دہکا ہوا — ہوا کی سبب باغ مہکا ہوا
صبا جو گئی ڈہیریان کر کی پہول — پڑی ہر طرف مولسریونکی پہول
وہ کیلونکی اور گلسیرونکی چہانو — لگی جائین انکہین لئی جنکی نانو

قوی

خوشی سی گلون پہ چہکین بلبلین ۔ تعشق کی آپس مین باتین چلین
درختون لی ہر گونگی کہولی پر ۔ کہ لین طوطیان بوستان کا بچو
سمان قمریان دیکہہ اوس آن کا ۔ پڑہین باب پنجم گلستان کا
دوا دائیان اور مغلانیان ۔ پہرین ہر طرف اوسمین جلوہ کنان
خواصون کا اور لونڈیون کا ہجوم ۔ محل کی وہ چہلین وہ آپس کی دہوم
تکلف کی پہنین پہرین سب لباس ۔ رہین رات دن شاہزادہ کی پاس
کنیزان سرو کی ہر طرف ریل ۔ چنبیلی کوئی اور کوئی رای بیل
رنگیلی کوئی اور کوئی سیام روپ ۔ کوئی چت لگن اور کوئی کام روپ
کوئی چنچلی اور کوئی گلاب ۔ کوئی سرتن اور کوئی ماہتاب
کوئی سیوتی اور ہر سکہہ کوئی ۔ کوئی دل لگن اور تن سکہہ کوئی
ادہر اور اودہر آتیان جاتیان ۔ پہرین اپنی جوبن کو دکہلاتیان
کہین اپنی پٹی سنواری کوئی ۔ اری اور تری کہہ پکاری کوئی
کہین چٹکیان اور کہین تالیان ۔ تہاقی کہین اور کہین گالیان
بجاتی پہری کوئی اپنی کڑے ۔ کہین ہوی ری اور کہین وی اجہڑے
دکہاوی کوئی ہو کہر و موڑ موڑ ۔ کہین سوت ہوئی کہین تار توڑ
ادا سی کوئی بیٹہی حقہ پیئے ۔ دم دوستی کوئی بہر بہر جیئے
کوئی حوض مین جاکی غوطہ لگاتی ۔ کوئی نہر مین پانون بیٹہی ہلاے
کوئی اپنی طوطی کی لیوی خبر ۔ کوئی اپنی مینا پہ رکہی نظر
کسیکو کوئی دہول ماری کہین ۔ کوئی جان کو اپنی واری کہین
کوئی آرسی اپنی آگی دہری ۔ ادا سی کہین بیٹہی کنگہی کری
شتابہ کوئی ہو کی مسی لگائے ۔ لبون پر دہڑی کوئی اپنی جمائے

ہوا اون گلو نسی دو بالا سمان
غرض لوگ تہی جو یہ ہر کام کی
پلا جب وہ اس نازو نعمت کے ساتہہ
ہوئی اوسکی مکتب کی شادی عیان
معلم اتالیق منشی ادیب
کیا قاعدہ سی شروع کلام
دیا تہا رسبق حق نی ذہن رسا
معانی و منطق بیان وادب
خبردار حکمت کی مضمون سے
لگا ہیئت و ہندسہ تا نجوم
کئی علم نوک زبان حرف حرف
عطارد کو آنی لگی اوسکی ریس
ہوا جبکہ نوخط وہ شیرین رقم
لیا ہاتہہ جب خامۂ مشکبار
عروس الخطوط اور ثلث و رقاع
شکستہ لکہا اور تعلیق جب
کیا خط گلزار سی جب فراغ
کرون علم اوسکا کہانتک بیان
لکہانکی جو درپی ہوا نی نظیر
صفائی مین سوفار پیکان کیا
رکہا جو نسی ہی جو لکڑی پہ من

اوسی باغ مین یہ بہی بلبل روان
یہ سب واسطی اوسکی آرام کی
پدر اور مادر کی شفقت کی ساتہہ
ہوا پہر اونہین شاد دونو کا سمان
ہر ایک فن کی اوستاد سبہی قریب
پڑہانی لگی علم اوسکو تمام
کئی برس مین علم سب پڑہ چکا
پڑہا اوسنی منقول و معقول سب
غرض جو پڑہا اوسنی قانون سے
زمین آسمان مین پڑی اوسکی دہوم
اسی نحو سی اوسکی عمر صرف
ہوا اسادلوحی مین وہ خوشنویس
پڑہا کر لکہی سا لنشی نو قلم
لکہا نسخ و ریحان و خط غبار
خفی اور جلی مثل خط شعاع
رہی دیکہہ حیران اتالیق سب
ہوا صفحہ قطعہ گلزار باغ
کہی خوب اب مختصر یہ بیان
لیا کہینچ چلہ مین سب فن تیر
کیا جبکہ تو دی یہ طوفان کیا
کیا اپنی قبضہ مین سب اوسکا فن

ہوی

ہوئین سست و بازو کی سرسائیان ۔ ادا ہو گئین ہاتھ مین گہاتیان
رکہا ہو سقی پر بہی کچہ جو خیال ۔ کئی قید سب اوسنی ہاتہون مین مال
طبیعت گئی کچہ جو تصویر پر ۔ رہی رنگ سب اوسکی مدّ نظر
کئی دن مین سیکہا یہ کسب تفنگ ۔ کہ حیران ہوی دیکہہ اہل فرنگ
سوا ان کمالونکی کتنی کمال ۔ مروّت کی خو آدمیت کی چال
رذالونسی نفرونسی نفرت اوسے ۔ غرض قابلون ہی سی صحبت اوسے
گیا نام پر اپنی وہ دلپذیر ۔ ہر ایک فن مین ہیچ مچ ہوا بی نظیر

داستان سواری کی تیّاری کی حکم مین

پلا ساقیا مجکو ایک جام گل ۔ جوانی پہ آیا ہی ایام گل
غنیمت شمر صحبت دوستان ۔ کہ گل پنج روز است در بوستان
ٹک ایک بہلائی کا کر ہو سکی ۔ شتابی سی جو کچہ کہ ہو سکی
کہ رنگ چمن پر نہین اعتبار ۔ یہان چرخ مین ہی خزان و بہار
پڑی جب گرہ بارہوین سال کی ۔ کہلی گل جہڑی غم کی جنجال کی
کہا شہ نی بلوا نقیبون کو شام ۔ کہ ہون صبح حاضر سبہی خاص و عام
سواری تکلف سی تیار ہو ۔ مہیّا کرین جو کہ درکار ہو
کرین شہر کو مل کی آئینہ بند ۔ سواری کا ہو لطف جس سی دو چند
رعیت کی خوشیان ہون صغیر و کبیر ۔ کہ نکلی کا کل شہر مین بی نظیر
یہ فرما محل مین گئی بادشاہ ۔ نقیبون نی سن حکم کی اپنی راہ
ہوئی شب لیا شہ نی جام شراب ۔ گیا سجدۂ شکر مین آفتاب
خوشی سی گئی جلد جو شب گذر ۔ ہوئی سامنی سی نمایان سحر

عجب شب تہی وہ جون سحر رو سفید ۔ عجب روز تہا مثل روز امید
گیا مژدہ صبح لے آفتاب ۔ اوٹہا سورج آنکہونکو ملتا شتاب
کہا شاہ نی اپنی فرزند کو ۔ کہ باہر نہا دہو کی تیار ہو

داستان حمام کی نہانی کی لطافت مین *

پلا آتشین آب پیر مغان ۔ کہ بہولی مجہی گرم و سرد جہان
اگر چاہتا ہی مری دل کو چین ۔ نہ دینا وہ ساغر کہ ہو قلتین
کدورت مری دل کی دہو ساقیا ۔ ذرا شیشۂ مے کو دہو دہا کی لا
کہ سر گرم حمام ہی بی نظیر ۔ گیا ہی نہانی کو بدر منیر
ہوا جب کہ داخل وہ حمام مین ۔ عرق آگیا اوسکی اندام مین
تن نازنین نم ہوا اوسکا کل ۔ کہ جسطرح شبنم مین ڈوبی ہی گل
پرستار باندہی ہوی لنگیان ۔ مہ مہر سی طاس لیکر وہان
لگی ملنی اوس گلبدنکا بدن ۔ ہوا اڈہڑا آب سی وہ چمن
نہانی مین یون تہی بدنکی دمک ۔ برسنی مین بجلی کی جیسی چمک
لبون پر جو پانی پہرا سربسر ۔ نظر آیا جیسی وہ گلبرگ تر
ہوا قطرۂ آب یون چشم بوس ۔ کبہی تو پڑی جیسی نرگس پہ اوس
لگا ہونی ظاہر ہوا عجاز حسن ۔ ٹپکنی لگا اوس سی انداز حسن
گیا حوض مین جو شہ بی نظیر ۔ پڑا آب مین عکس ماہ منیر
وہ گورا بدن اور بال اوسکی تر ۔ کبہی تو کہ ساون کی شام و سحر
نمی کا تہا بالون کی عالم عجب ۔ نہ دیکہی کوئی خوب تر اوس سی شب
کہون اوسکی خوبی کی کیا تجہسی بات ۔ کہ جیون بہیگتی جائی صحبت مین رات

زمین پر تہا ایک موجۂ نور خیز
زمرد کی لی ہاتہہ مین سنگ پا
ہنسا کہکہلا وہ گل نو بہار
عجب عالم اوس ناز نین پر ہوا
ہنسا اس ادا سی کہ سب ہنس پڑے
دعائین لگی دینی بی اختیار
کہ تیری خوشی سی ہی سبکی خوشی
نہ آوی کبہی تیری خاطر پہ میل
کیا غسل جب اس لطافت کی سات
نہا دہو کی نکلا وہ گل اسطرح
غرض شاہزادہ کو نہلا دہولا
جواہر سراسر پنہایا اوسے
لڑی لٹکن اور کلغی اور نور تن
مرصع کا سرپیچ جون موج آب
وہ موتیکی مالی بصد زیب و زین
جواہر کا تن پر عجب تہا ظہور
غرض ہو کی اسطرح آراستہ
نکل گہر سی جسدم ہوا وہ سوار
زبس تہا سواری کا باہر ہجوم
برابر برابر کہڑی تہی سوار
سنہری روپہری تہین عماریان
ہوا جب وہ فوارہ سا [illegible]
کیا خادمون نی [illegible]
لیا کہیچ پانون کو بی اختیار
اثر گدگدی کا جبین پر ہوا
ہوئی جیسی قربان چہوٹی بڑے
کہا خوش رکہی تجکو پروردگار
مبارک تجہی روز و شب کی خوشی
چمکتا رہی یہ فلک کا سہیل
اوٹہا کہیس لائی اوسی ہاتہوں ہات
کہ بجلی سی نکلی سیہ ابر جسطرح
دیا خلعت خسروانہ پنہا
جواہر کا دریا بنایا اوسے
عدد ایک سی ایک زیب بدن
مصفی بہ شکل گل آفتاب
کہین جسکو آرام جان لکا چین
کہ ایک ایک عدد اوسکا تہا کوہ طور
خرامان ہوا سرو نو خاستہ
کئی خوان گوہر کی اوسپر نثار
ہوا جبکہ ڈنکا پڑی سب مین دہوم
ہزارون ہی تہی ہاتہیونکی قطار
شب و روز کی سی طرح داریان

چمکتی ہوئی بادلونکی افشان
کہارون کی اطراف مین پالکی
کہارونکی زربفت کی کرتیان
بندہین گریبان تاش کی سراوپر
وہ ہاتھونمین سونیکی ہوئی کڑی
وہ ماہی مراتب وہ تخت روان
وہ شہنا یونکی صدا خوشنما
وہ آہستہ گہوڑون پہ نقارچی
بجاتی ہوئی شادیانی تمام
سوار اور پیادہ صغیر و کبیر
وہ نذرین کہ جنکی نہ تہین پایان
ہوئی حکم سی شاہ کی پہر سوار
سجی اور سجائی سبہی خاص و عام
طرق کی طرف اور سر کی پہرے
مرصع کی سازونکی کوتل سمند
وہ فیلونکی اور میگ ڈنبر کی شان
چلی پایہ تخت کی ہو قریب
سواریکی آگی کئی اہتمام
نقیب اور جلودار اور چوبدار
اونہی اپنی معمول دستور سے
بلا نوجوان نو ہزاری جا بجا

سوارونکی ٹھٹ اور باجونکی شان
جہلابور کی جگمگی تاسلکے
اور اونکی روپی پایونکی پہتیان
چکا چوندہ مین جنسی آئی نظر
جہلک جسکی ہر ہر قدم پر پڑی
وہ نوبت کا دولہ کی جیسی سمان
سہانی وہ نوبت کی اوسمین صدا
قدم با قدم بالباس زری
چلی آگی آگی ملی شاد کام
جلو مین تمامی امیر و وزیر
شہ و شاہزادہ کو گذرانیان
چلی سب قرینی سی باندہی قطار
لباس زری مین ملبس تمام
کچہ ایدہر اودہر کچہ وری کچہ پرے
کہ خوبی مین روح القدس سی دو چند
جہلکتی وہ منقش کی سائبان
بدستور شاہانہ پہنی جیب
لیی سونی روپیکی عصی تمام
یہ آپس مین کہتی تہی ہر دم پکار
ادب سی تنہا دو تنہی اور دو دو سلکے
دو جانب سی باگین لئی آیو

بڑہی جائین آگی سی چلتی قدم — بڑہی عمر و دولت قدم با قدم
غرض اسطرحسی سواری چلی — کہی تو کہ باد بہاری چلی
تماشائیونکا جدا تہا ہجوم — ہر ایک طرف تہی ایک عالم کی دہوم
لگا قلعہ سی شہر کی حد تلک — دوکانون پہ تہی بادلونکی چمک
لدہی تہی تمامی سی دیوار و در — تمامی تہا وہ شہر سونی کا گہر
کیا تہا رس شہر آئینہ بند — ہوا چوک کا لطف وہان چار چند
رعیت کی کثرت ہجوم سپاہ — گذرتی تہی زرک کی ہر جا نگاہ
ہوی جمع کوٹہون پہ جو مرد و زن — ہر ایک سطح تہی جون زمین چمن
یہ خالق کی سن قدرت کاملہ — تماشی کو نکلی زن حاملہ
لگا لنج سی تا ضعیف و نحیف — تماشی کو نکلی وضیع و شریف
وحوش و طیورون تلک تہا خلل — پڑی آشیانونسی اپنی نکل
نہ پہونچا جو ایک مرغ قبلہ نما — سو وہ آشیانہ مین تڑپا کیا
زبس شاہزادہ بہت تہا حسین — ہوی دیکہہ عاشق کہین و حقین
نظر جسکو آیا وہ ماہ تمام — کیا اوسنی جہک جہک کی اوسکو سلام
دعا شاہ کو دی کہ یا رب الٰہ — سدا یہ سلامت رہی مہر و ماہ
یہ خوش اپنی منہ سی ہی شہریار — کہ روشن رہی شہر پروردگار
غرض شہر سی باہر ایک سمت کو — کوئی باغ تہا شہ کا اوسمین سی ہو
گہڑی چار تک خوبسی سیر کر — رعیت کو دکہلا کی اپنا پسر
اودسی کثرت فوجسی ہو سوار — پہرا شہر کی طرف وہ شہریار
سواریکو پہونچا گئی فوج اودہر — گئی اپنی منزل مین شمس و قمر
جہانتک کہ تہین خادمان محل — خوشی سی وہ دیوڑہی تک آئین نکل

قدم اپنے حجرے سے باہر نکال — لیا سب نے آپیشوا حال حال
بلائیں لگیں لینے سب ایکبار — گیا جی کو یک دست سب نے نثار
گیا جب محل میں وہ سرو رواں — بندہا ناچ اور راگ کا پہر سماں
پہر رات تک پہنی پوشاک وہ — رہا ساتہہ سب کی طربناک وہ
قضارا وہ شب تہی شب چاردہ — پڑا جلوہ لیتا تہا ہر طرف مہ
نظارہ نے تہا اوسکی دل کو سرور — عجب عالم نور کا تہا ظہور
عجب لطف تہا سیر مہتاب کا — کہیں تو کہ دریا تہا سیماب کا
ہوا شاہزادہ کا دل بیقرار — یہ دیکہی جو وہان چاندنی کی بہار
کچہ آئی جو اوس کی جی مین ترنگ — کہا آج کوٹہی پہ بچہی پلنگ
خواصون نی جا شاہ سی عرض کی — کہ شہزادہ کی آج یون ہی خوشی
[illegible] ہی یہ آرام کا — کہ بہایا ہی عالم لب بام کا
کہا شہ نی اتو لئی دن نکل — اگر یون ہی مرضی تو کیا ہی خلل
پر اتنا ہی اوس سی خبردار ہون — جنہونکی ہو چوکی وہ بیدار ہون
لب بام پر جب یہ سوئی صنم — کرین سورۂ نور کو اوسپہ دم
تمہارا میرا بول بالا رہے — یہ اس گہر کا قایم اوجالا رہے
کہا تب خواصون نی حقسی امید — یہی ہی کہ ہم بہی رہین روسفید
پہرین حکم لی وہانسی پہر شاہ کا — نہ سمجہونا وہین جا کیا ماہ کا
قضارا وہ دن تہا اوسی سال کا — غلط وہم ماضی مین تہا حال کا
سخن مولوی کا یہ سچ ہی قدیم — کہ آگی قضا کی ہوا احمق حکیم
پڑی اپنی اپنی جو سب پیش بیچ — نہ سوجہی زمانہ کی کچہ اونچ نیچ
یہ جانا کہ یونہین رہیگا یہ دور — زمانہ کا سمجہا اونہون نی نہ طور

کہ اس بیوفا کی یہی ہے ترنگ
یہ گرگٹ بدلتا ہے ہر دم میں رنگ

کرا بادۂ عیش در جام ریخت
کہ صد شام فرقت بصبحش نریخت

نداری تعجب ز نیرنگ دہر
کہ آرد ز یک حقہ تریاک و زہر

داستان شاہزادہ کی کوٹھے پہ سونیکی اور پری کی اوڑا لیجانیکی

شتابی سے اوٹہہ ساقی سیم بر
کہ چارون طرف ماہ ہی جلوہ گر

بلورین گلابی دے بہر کے جام
کہ آیا بلندی پہ ماہ تمام

جوانی کہان اور کہان پہر یہ سن
مثل ہی کہ ہی چاندنی چار دن

اگر مے کے دینے مین کچہ دیر ہے
تو پہر چاندنی یہ کہ اندہیر ہے

وہ سونیکا جو تہا جڑاؤ پلنگ
کہ سیمین تنون کو [illegible] اوسکا [illegible]

سراسر اوچہی زری باف سے
کہ تہی رشک آئینہ [illegible]ے

بچہی چادر ایک اوسپہ شبنم کی صاف
کہ ہو چاندنی جس صفا کی غلاف

کسی اوسپہ کسنی وہ مقیش کے
کہ جہبون مین تہی جسکی مہ ئی سے لگے

دہری اوسپہ تکئے کئی نرم نرم
کہ مخمل کو ہو جسکی دیکہی سے شرم

کہان تک کوئی اونکی خوبیکو پائے
جنہیں دیکہہ آنکہونکو آرام آئے

وہ گل تکئے اوسکی جو ہی رشک ماہ
کہ ہر وجہ تہی اونکو خوبی مین راہ

کبہی نیند مین جب کہ ہوتا تہا وہ
تو رخسار رکہہ اوسپہ سوتا تہا وہ

چہپائے سے ہوتا نہ حسن اوسکا ماند
کبہی تو لگاتی تہی مکہڑے کو چاند

زبس نیند مین تہا جو وہ ہو رہا
بچہونے پہ آتی ہی بس سو رہا

وہ سویا جو اوس آن سے بے نظیر
رہا پاسبان اوسکا بدر منیر

ہوا اوسکی سوتی پہ عاشق جو ماہ
لگادی اودہر اپنی اوسنے نگاہ

وہ مہ اوسکی کوٹہی کا ہالا ہوا
غرض وہانکا عالم دوبالا ہوا

وہ پہولونکی خوشبو وہ ستہرا پلنگ
جو اونکی نیند اور وہ سونیکا رنگ

جہانتک کہ چوکی کی تہی باریدار
ہوا جو چلی سو گئی ایک بار

غرض سبکو وہان عالم خواب تہا
مگر جاگتا ایک مہتاب تہا

قضارا ہوا ایک پریکا گذر
پڑی شاہزادی پہ اوسکی نظر

بہبوکا سا دیکہا جو اوسکا بدن
جلا آتش عشق سے اوسکا تن

ہوئی حسن پر اوسکی جیسے نثار
وہ تخت اپنا لائی ہوا سے اوتار

دوپٹی کو اوس شہ کی منہ سے اوٹہا
دیا گال سے گال اپنا ملا

اگرچہ ہوئی تہی زیادہ ہوس
ولیکن حیائی کہا اوسکو بس

ہی عشق مین پہر یہ سوجہی ترنگ
کہ لے چلی اسکا امانت پلنگ

محبت کی آئی جو دل پر ہوا
وہانسے اوسی لے اوڑی دلربا

ہوا جب زمین سے وہ شعلہ بلند
ہوا مین ستارہ سا چمکا دوچند

نشیمن مین وہ یون زمین سے اوٹہا
چلی تیر جسطرح سے جوش کہا

جلی تنک سے اوسکی شمع و چراغ
کہ اوس مہ کا پہونچا فلک پر دماغ

غرض لے گئی آن کی آن مین
اوڑا کر وہ اوسکو پرستان مین

کبہی دل رہی جوشش کبہی دردمند
زمانہ کی جیسے ہی پست و بلند

داستان حالت تباہ کرنی ماں باپ کی شاہزادہ کی غائب ہونی سے

ستانی ہی جسسا بنیادی شراب
کہ یہ حال سنکر ہوا دل کباب

یہانکا تو قصہ مین چہوڑا یہان
ذرا اب سنو غمزدونکا بیان

کرون حال ہجران رود نگار قم
کہ گذرا جدائی سی کیا اونپہ غم

کھلی آنکھ جو ایک کی وان کہین
تو دیکھا کہ وہ شاہزادہ نہین

نہ ہی وہ پلنگ اور نہ وہ ماہرو
نہ وہ گل ہی او سجانہ وہ اوسکی بو

رہی دیکھ یہ حال حیران کار
کہ یہ کیا ہوا ہای پروردگار

کوئی دیکھ یہ حال رونی لگے
کوئی غم سی جی اپنا کھونی لگے

کوئی تلملائی سی پھرنی لگے
کوئی ضعف کھا کھا کی گرنی لگے

کوئی سر پہ رکھ ہاتھ دلگیر ہو
کوئی بیٹھی ماتم کی تصویر ہو

کوئی رکھ کی زیر زنخدان چھڑے
رہی نرگس آسا کھڑی کی کھڑے

رہی کوئی اونگلی کو دانتون مین داب
کسی نی کہا گھر ہوا یہ خراب

کسی نی دئی کھول سنبل سی بال
طمانچون سی جون گل کئی سرخ گال

نہ بن آئی کچھ اونکو اسکی سوا
کہ کہئی یہ احوال اب شہ سی جا

سنی شہ نی القصہ جب یہ خبر
گرا خاک پر کہہ کی ہائی پسر

کلیجہ پکڑ ماں تو بس رہ گئی
کلی کی طرح سی بابس رہ گئی

ہوا گم و دیوسف پڑی یہ جو دہوم
کیا خادمان محل نی ہجوم

کہا شہ نی وہان کا ہمیں دو پتا
عزیز و جہان سی وہ یوسف گیا

گئین لی وہ شہ کو لب بام پر
دکھایا کہ سوتا تھا یہان سیمبر

یہی تھی جگہ وہ جہان سی گیا
کہا ہای بیٹا تو یہان سی گیا

مری نوجوان مین کدہر جاون ہای
نظر تو نی مجھ پر نہ کی ہی نظیر

عجب بحر غم مین ڈبویا ہمین
غرض جانسی تو نی کھویا ہمین

کرون اس قیامت کا کیا مین بیان
ترقی مین ہر دم تھا شور و فغان

لب بام کثرت جو یکسر ہوئی
تلی کی زمین ساری اوپر ہوئی

شب آئی وہی وہ جس طرح سوتی کٹی ۔ رہی تھی جو باقی سو روتی کٹے
عجب طرح کی شب تھی ہیہات وہ ۔ قیامت کا دن تھا نہ تھی رات وہ
سحر نے کیا جب گریبان چاک ۔ اڑانے لگی ملکے سب سر پہ خاک
اوٹھا شہر مین ہر طرف شور و غل ۔ کہ غایب ہوا اس چمن سے وہ گل
غم و درد سے دل جو سب کا بھرا ۔ ہوا باغ سارا وہ ماتم سرا
گیا جبکہ وہ سرو اس باغ سے ۔ نظر پھول آنے لگے داغ سے
اکڑنا گئی سرو سب اپنا بھول ۔ اڑانے لگین قمریان سر پہ دھول
صدا اب جو کوئی انہونکو سنے ۔ تو کوکو سے اونکے جگر تک بھنے
ہوے خشک اور زرد سارے نہال ۔ ثمر لگ کے پاؤن ہوے پایمال
تڑا نیسے بلبل کا جی ہٹ گیا ۔ گلو لکا جگر درد سے پھٹ گیا
تبسم گیا حزن سے غنچہ بھول ۔ ہوا غم سے از بس لہو ٹیکی پھول
اوڑا نور نرگس کی آنکھونکا سب ۔ ہوئی بال سنبل کی ماتم کی شب
لب جو کی اوڑنے لگی گرد گرد ۔ گل اشرفی کا ہوا رنگ زرد
لگی آگ لالہ کی دل کو تمام ۔ دیا آگ مین پھینک عشقنکا جام
پڑا ماتم اوس باغ مین بسکہ سخت ۔ ہوئی نخل ماتم تمامی درخت
گری غم سے انگور مدہوش ہو ۔ پڑی سائی ساری سیہ پوش ہو
لگی تھی جو پتی درختونکی ساتھہ ۔ وہ پل پل کی ملتی تھی اپنے ہاتھ
وہ لبریز جو نہر تھی جا بجا ۔ سوا آنکھونکو وہ رہ گئی ڈبڈبا
اچھلتی تھی فواری جو اوسکی رو ہا ۔ گئی سب نکل اونکی تاب و توان
مژہ پر جو کچہ اشک تھی جڑ گئے ۔ غرض روتی روتی گڑھے پڑ گئے
ہوا حال چشمونکا یہانتک تباہ ۔ کیا رخت پانی نے اپنا سیاہ

کہان وہ گہڑی اور کدہر آبشار | کوئی دل مین رو دے کوئی ڈاڑہ مار
نہ بگلون کا عالم نہ وہ قرقری | نہ وہ آبجو مین نہ سبزی ہری
جہان رقص کرتی تہی طاؤس باغ | لگی بولنی اون منڈیرونپہ زاغ
سہانی وہ چہائین جو لگتی تہین | سو گیا ہو کہ اب دل لگی وہان کہین
منقش جہان تہی وہ رنگین مکان | ہوی سب وہ جون دیدۂ خونچکان
گلونکی طرح کہل رہی تہی جو دل | سو وہ سب خزانسی ہوی مضمحل
خزان کا الم وہان جو آکر گرا | جگر برگ گل کی طرح جہڑ پڑا
نہ غنچہ نہ گل نی گلستان رہا | فقط دل مین ایک خار ہجران رہا
وزیرون نی دیکہا جو احوال شاہ | کہ ہوتی ہی اب اسکی حالت تباہ
کہا سبنی سمجہا کی اوس شاہ کو | کہ دیکہو گی تم اپنی اوس ماہ کو
اگرچہ جدائی گوارا نہین | ولیکن خدائی سی چارا نہین
سدا ایک سا دن گذرتا نہین | کوئی ساتہہ مرتیکی مرتا نہین
نہین خوب اتنا تمہین اضطراب | نصیبونسی شاید ملی وہ شتاب
خدا جانی اب اسمین کیا بہید ہے | یہ کہتی ہین جیتونکو امید ہے
ندانم کہ تا کردگار جہان | درین آشکارا چہ دارد نہان
خدا کی خدائی تو معمور ہے | غرض اوسکی نزدیک کیا دور ہے
نہین ایک صورت پہ کوئی مدام | اوسیکی غرض ذات کو ہی قیام
یہ کہہ اور شہ کو بٹہا تخت پر | پہر نوع رہنی لگی یک دگر
لٹایا بہت باپ نی مال و زر | ولیکن نہ پائی کچہ اوسکی خبر

داستان پرستان مین لیجانی کے

ذرا خطرہ تو ہی ہو ساقیا
نہ پائی کہین یہان جو اوس گلکی بو
اوڑی جو پری وہان سی لیکر اوسی
وہان ایک تہا سیر کا اوسکی باغ
ریاحین و گل اوسمین انواع کی
طلسمات کی ساری دیوار و در
مطلا منقش مشبک تمام
نہ آتش کا خطرہ نہ بارانکا ڈر
جُدی اور ملی سب گلونکی مکان
درخشندہ ہر سقف دالان کی
زمین وہانکی ساری جواہر لگا
کسیکو ہو جس چیز کا اشتیاق
جواہر کی ذی روح وحش و طیور
پہرین دن کو ساری وہ حیوان ہو
لگی ہر طرف کو ہر شب چراغ
بنائی ہوی جال ہا ہم نہال
صدا آپ سی آپ گھڑیال کے
رہی وہانکی حجرون کا جو در کہلا
و گر بند کر دیجیی ایکبار
مکانون مین مخمل کا فرش و فروش
طلسمانکی پردی اور چلونین

مجہی دیکہی می کہوج اوسکا بتا
کہرون اب پرستان مین جستجو
اوتارا پرستان کی اندر اوسی
کہ جسکی گلو نسی ہو تازہ دماغ
طلسمات گل اوسمین انواع رنگی
نہ یہانکی سی کوٹہی نہ یہان کی سی گہر
یہ کیا ہو جو موجود ہو یکا اوسمین نام
نہ سردی نہ گرمی کا اوسمین خطر
جہان چاہیی جا کی رہیین وہان
ہو دیوار جیسی چراغان کی
ادہر مین چمن اور ہوا مین سحاب
نظر آئی وہ چیز بالای طاق
خرامان پہرین صحن مین دور دور
کرین رات کو کام انسان ہو
وہی دنکو گوہر وہی شب چراغ
گل و غنچہ سب وہانکی دور از خیال
کہین ناچ کی اور کہین تال سے
تو دنیا کی باجون کی آئی صدا
تو جون ارغنون راگ نکلین ہزار
بخط سلیمانی اوسپر نقوش
ارادی پہ دیکہی اوسمین ورق کہلین

خواصین پریزاد اوسین تمام ۔ پھرین گرد گرد اوس پری کی مدام

سر نہر بنگلا مرصع نگار ۔ سراپا برنگ گہر آب دار

رکہا شاہزادہ کا اوسمین پلنگ ۔ کہلا حسن سی اوسکی بنگلہ کا رنگ

قضارا کہلی آنکہہ اوس گلکی جو ۔ نہ پائی وہان شہر کی اپنی بو

نہ وہ لوگ دیکہی نہ وہ اپنی جا ۔ تعجب سی ایک ایک کو تک رہا

اچنبہی کا یہ خواب دیکہا وہان ۔ لگا کہنی یارب مین آیا کہان

زبس تہا وہ لڑکا تو سہما بہی کچہ ۔ ہوا کچہ دلیرا و حیران بہی کچہ

سرہانی جو دیکہی مہ چار دہ ۔ آگہی اجنبی سی وہ ایک رشک مہ

کہا کون ہی تو یہ کسکا ہی گہر ۔ لی آیا مجہی کون گہر سی ادہر

پہرا منہ کو اور لی ادہر سی نقاب ۔ دیا اوس پری نی یہ ہنسکر جواب

خدا جانی تو کون مین کون ہون ۔ مجہی بہی تعجب ہی مین کیا کہون

پر اب تو تو مہمان ہی میری گہر ۔ لی آئی ہی تجکو قضا و قدر

یہ گہر گو کہ میرا ہی تیرا نہین ۔ پر اب گہر یہ تیرا ہی میرا نہین

تری عشق نی مجکو شیدا کیا ۔ ترا غم میری دلمین پیدا کیا

پہرا کر ترا تجہ سی شہر و دیار ۔ یہ بندی ہی لائی ہی تقصیر وار

پری ہون مین اور یہ پرستان ہے ۔ یہان سب یہ قوم پری جان ہے

کہان صورت جن کہان شکل انس ۔ غرض تہی یہ صحبت غیر جنس

پریکو ہوئی شادی اوس کو غم ۔ یہ ناچار کیا کر سکی وہ صنم

کبہی یون بہی ہی گردش روزگار ۔ کہ معشوق عاشق کی ہو اختیار

غرض لگو جون تون لگا یا وہان ۔ کہا اوسنی جو کچہ کہا اوسکو مان

ولیکن نہ عقل و نہ ہوش و حواس ۔ رہی وحشیونکی طرح وہ اوداس

کبہی اشک آنکھون مین بہرلائی وہ
کبہی سانس لیکر کہی ہای وہ

وہ محلونکی چہلین وہ گہر کا سمان
رہی روبرو دہیان مین ہر زمان

وہ شفقت جو مان باپکی یاد آئے
تو راتون کو رو رو کی دریا بہائے

کبہی اپنی تنہائی پر غم کرے
کبہی اپنی اوپر دعا دم کرے

کری یاد جب اپنی ناز و نعم
فغان زیر لب وہ کری دمبدم

بہانہ سی دن رات سویا کری
نہ ہو جب کوئی تب وہ رویا کری

غرض مضطرب تہا وہ ہر حال مین
کہ جون مرغ تڑپی نیا جال مین

غرض ماہ رخ اوس پریکا تہا نام
پری سی کیا تہا یہ پوشیدہ کام

کبہی گہر مین رہتی کبہی تہی وہان
کہ تا راز اوسکا ہوئی عیان

وہ پریون مین از بسکہ تہی ذیشعور
نئی چیز لاتی تہی اوسکی حضور

عجائب غرائب پرستان کی
دکہاتی تہی ہر شب وہی آن کی

نئی کہانی اور میوی اقسام کی
مہیا سب اسباب آرام کی

نئی کشتیان روز پوشاک کی
خوش آمد سدا جان غمناک کی

نئی سانگ وہانکی نئی راگ رنگ
کہ تا دل لگی اور نہو جی بہ تنگ

شرابونکی شیشی چہنی طاق مین
غرض وہ کہ نکلی نہ آفاق مین

شراب و کباب و بہار و نگار
جوانی و مستی و بوس و کنار

نہا اور کچہ غم تو اوسکو وہان
بغیر از غم دوری دوستان

اوسی غمسی گہل گہل کی مرتا تہا وہ
سدا شمع سان آہ کرتا تہا وہ

پری وہ جو تہی دل لگائی ہوئی
وہ بیٹہی تہی اوسکو اوڑائی ہوئی

وہ تہی نازنین بہی بہت عقلمند
نہ کہلنی سی کچہ اوسکی ہوتی تہی بند

کہا ایک دن اوسنی سن بی نظیر
میری دام مین تو ہوا ہی اسیر

تو ایک کام کر ایک پہر بہر کہین   اکیا کرتک ایک سیر روئی زمین
تو ترک مرگ کی دل کو نکر اپنی بند   تیری پہنچی کہین تیری جی کو گزند
سر شام جاتی ہون مین باپ پاس   اکیلا تو رہتا ہی ایسا اوداس
یہ گہوڑا مین دیتی ہون کل کا تجہے   ولیکن مینوی تو مچلکا سب مجہے
کہ گر شہر کیطرف جائی کہین   ویا دل کسی سی لگائی کہین
تو پہر حال جو ہو گنہگار کا   وہی حال ہو تجسی دلدار کا
کہا کیون کہ مین تمکو جاؤنگا بہول   مجہی جو کہا تمنی سو سب قبول
کہا ماہ رخ نی کہ تہی تیری بخت   کہ بخشا تجہی مین سلیمان کا تخت
جو اوتری تو کل اسکی یون جوڑیو   جو بر عکس چاہی تو وون موڑیو
زمین سی لگا اور تا آسمان   جہان چاہیو جائیو تو وہان

داستان گہوڑیکی تعریف مین

کہون کیا مین اوس اسپ کی خوبیان   پرندونمین کب ہون یہ محبوبیان
ذرا کل کو موڑی فلک پر ہوا   جو کہئی تو کہی اوسی باد پا
نہ کہاوی نہ پیوی نہ سووی کبہی   نہ تاپی نہ بیمار ہووی کبہی
نہ حشری نہ کہری نہ شب کور وہ   نہ وہ ہتہ لنگ اور نہ منہ زور وہ
نہ ہدونکا نہ موتریکا خلل   نہ پیشانی اوپر ستارہ کا بل
نہ ساپن نہ ناگن ہوریکا ڈر   ہر ایک عیب سی وہ بعرض [?] بی خطر
یہ گہوڑا جو اس کلکی تہا بخش [?] کا   فلک سیر تہا نام اوس رخش کا
سر شام وہ بی نظیر جہان   اوسی رخش پر ہوکی جلوہ کنان
ہر ایک طرف سی ہو گذرتا تہا وہ   وہی ایک پہر سیر کرتا تہا وہ

پھر جب کہ سجا تو پھرتا شتاب کہ پھر پھر تھا ماہ رخ کا عتاب

داستان وارد ہونے مین بی نظیر کی باغ مین بدر منیر کی

کدھر سے تو ایساقی شوخ رنگ کہ آیا ہون مین بیٹھے بیٹھے تنگ
پلا مجکو دارو کوئی تیز و تند کہ ہوتا چلا ہے مرا ذہن کند
مری توسن طبع کو پر لگا مجھے یہانسے لیچل فلک پر اڑا
سنو ایک دن یہ تم واردات ادھر سیر کو بی نظیر ایک رات
ہوا ناگہان اوسکا ایجا گذر سہانا سا ایک باغ آیا نظر
سفید ایک دیکھی عمارت بلند کہ تھی نور مین چاندنی سے دو چند
وہ چھٹکی ہوئی چاندنی جابجا وہ جاڑے کی آمد وہ ٹھنڈی ہوا
وہ نکھرا فلک اور وہ مہ کا ظہور لگا شام سے صبح تک وقت نور
یہ عالم جو بھایا تو کوٹھے پہ آ اوتر اپنے گھوڑسے اور سر جھکا
لگا جھانکنے اوس مکانکی تئین کہ دیکھون تو یہان کوئی ہے یا نہین
جو دیکھا تو ایسا کچھ آیا نظر کہ سب کچھ گیا اوسکی جیسے اوتر
کہا جیسے اب تو جو کچھ ہو سو ہو ذرا چلکے اس سیر کو دیکھ لو
یہ کہکے اوترا دبے پانون وہ نظر سے بچا کے ہوے چھانون وہ
الگ کھول ہاتھونسے وہانکی کواڑ چلا سایہ سایہ درختونکی آڑ
تھی ایک طرف کنجان باہم درخت کہ لیتی ہون جسطرح مشتاق سخت
لگا وہانسے چھپ چھپکے کرنے نظر درختونسے جون ماہ ہو جلوہ گر
جو دیکھی تو صحبت عجب ہے وہان عجب چاندنی ہے عجب ہے سمان
عجب صورتین اور طرفہ محل چلا دیکھتے ہی سے دل اوسکا نکل

لگی جنس کی اوسکو جو اپنی بو
نظر آئی وہان چاندنی کی بہار
در و بام ایک لخت ساری سفید
مُعَرّق زمین پر تمامی کا فرش
زمین کا طبق آسمان کا طبق
بلورین دھری ظرف سنگ فرش
گئی اوسکی عالم پہ جس دم نگاہ
طرح اوسکی پھر دل کی مانوس تھی
کہین دیکھہ اوسکی تئین ہوشمند
ہر ایک سمت وہان نور کا ازدحام
لپٹی ہوئی بادلون سی درخت
ملبّس وہ جو پڑگئی چیزہ نہر
لب نہر پہ [illegible] جو غور سے
پڑی اوسمین فوّاری چھٹتی ہوے
مُقَرنَص پڑا اوسمین مقیش جو
لگی گود مقیش چھوٹی بڑے
غرض اپنی صنعت سی تارونکو توڑ
ہوا مین وہ جگنو سی چمکین بہم
فقط چاندنی مین کہان طور یہ
زمانہ زرافشان ہوا زرفشان
گل و غنچہ لب سر پہ تاج خروس

لگا ملنی یہ رتبہ [illegible] ہو
کہ آنکہون نی کی خیرگی
ہر ایک طاق محراب صبح امید
جہلک جسکی لی فرش سی تا بعرش
سنہری روپہری ہوئین جیسی ورق
کہ جس سی منور رہی تک فرش
اور آیا نظر اوسکو وہ رشک ماہ
کہ گویا وہ شیشہ مین فانوس تھی
پری کو کیا ہیگا شیشہ مین بند
لگی آئینہ قد آدم تمام
زمین پر ہوا صاحب تاج و تخت
پڑی چشمہ ماہ سی جسمین لہر
تو پڑتی تہی وہ ایک بلّور سے
ہوا بیچ موتی سی لٹتی ہوے
گرا ماہ وہان رشک سی پیرزی کا ہو
سبہی ستاری اوڑاوین کہڑی
زمین کو فلک سی مٹاتی تہی جو
ملین جلوہ مہ کو زیر قدم
کہ قطرہ نہ جب تک ملی اور مینہ
زمین سی لگا تا سما زرفشان
زمین چمن سب جبین عروس

خراماں زری پوش ہر ماہ وش | کرین دیکھکر مہر و مہ جنکو بخشش
ہوا ایک نگیرہ زر نگار | کہ تہی جسکی جہالر پہ موتی نثار
جٹاؤ وہ استادہ تہی الماس کی | ڈہلی ایک سانچی کی ایک راس کی
کبہی دور ہر طرف زرتار کے | لڑی جو کناریکی ہون ہار کے
کہون کیا مین جہالر کی اوسکی پہبن | کہ سورج کی ہو گرد جیسی کرن
متعرق بچہی مسند ایک جہلکے | کہ تہی چاندنی جسکی قدمون تلے
نہ پہولی سماتی تہی تکیی دہرے | کہ تہی وہ فقط حسن ہی سی بہرے
بلوریں صراحی وہ جام بلور | دل و دیدہ وقف تماشای نور
زمین نور کی آسمان نور کا | جدہر دیکہو اودہر سمان نور کا
چمن ساری وہ اور وہ لتی بہرے | جوانان شبتو کی ہر جا پہرے
ستارونکا مہتاب کا حال یون | کہ جو چمن پانیکی قطری ہون جون
اگر کبہی سایہ اودہر نگاہ | تو ہی وہ بہی جون سایہ مہر و ماہ
کری ہی نگہ جسطرف کو گذر | بجز نور آتا نہین کچہہ نظر
کری کون سی حسن کو انتخاب | ہر ایک آئینہ مین وہی ماہتاب
نظر جسطرف جای نزدیک و دور | اوسی ایک مہ کا ہی ہر جا ظہور
نکل اپنی وحدت سی کثرت مین آ | وہی نور ہی جلوہ گر جا بجا
نئی رنگ سی ہر طرف ماہتاب | وہی ایک نکتہ کہ جسکی کتاب
حقیقت کی لیکن بصارت بہی ہو | کہ دیکہی نہ اوسکی سوا غیر کو

داستان تعریف بدر منیر اور عاشق ہونا بی نظیر کا

گلابی میری سامنی ساقیا | مہ چاردہ کو دکہا کر پلا

کہ دیکھی سی جسکی ہو دل کو سرور
کرون اوس مکانکی تمکین کا بیان
وہ مسند جو تہی موج دریای حسن
برس پندرہ ایک کا سن و سال
دلی کہنی تکیہ پہ ایک نازسی
خواصین کہڑین ادہر اودہر تمام
وہ بیٹھی تہی بیچ وبیچ بنائی ہوے
اودہر آسمان پر وہ رخشندہ ماہ
پڑا عکس دونونکا جو نہر مین
نظر آئی اتنی جو ایکبار چاند
عجب طرحکا حسن تہا جانفزا
کہون اوسکی پوشاک کا کیا بیان
زبس موتیونکی تہی سنجاف کل
اور ایک اوڑہنی جون ہوا یا حباب
صباحت صفا اوسمین جہلکی ہوئی
گریبان مین تکمہ ایک الماس کا
وہ کرتی وہ انگیا جو اہر نگار
وہ چہب تختی اور اوسکی کرتیکا چاک
جہلک پائجامہ کی دامن سی یون
صفائی یہ پوشاک کی دیکہیو
وہ ترکیب اور چاند سا وہ بدن

نظر کام کر جای نزدیک ودور
کہی بعد خاتم نگین کا بیان
وہان دیکہی ایک مسند آرای حسن
نہایت حسین اور صاحب جمال
سر تہر بیٹہی تہی انداز سے
ستارونکا جون ماہ پر ازدحام
دل اوس چاندنی پر لگائی ہوے
ادہر یہ زمین پر مہر چار دہ
لگی لوٹنی چاند ہر لہر مین
زمانہ نکی مُنہ کو لگی چار چاند
کہ مہ روبرو جسکی تہا تہک رہا
فقط ایک پشواز آب رواں
کہی تو وہ بیٹہی تہی موتیمن کل
جیسی دیکہہ شبنم کو آوی حجاب
پڑی سر سی کاندہی پہ ڈہلکی ہوئی
ستارہ سا مہتاب کی پاس کا
تہا بالغ اور ابتدا کی بہار
تراقی کی انگیا کسی ٹہیک ٹہاک
نظر آئی آئینہ مین برق جون
نظر سوچ مین ہی کہ میلی نہ ہو
وہ بازو پہ ڈہلکی ہوی نورتن

پڑا وہ بالی کہ ہالہ کا رشک
وہ آنکھونکی مستی وہ مژگانکی نوک
وہ موتیکا ڈولا وہ موتیکا ہار
لگا دیکھنکی بجلی راست لڑا
جڑاؤ دملتی وہ چنپا کلے
گلی اوسکی موتی لگی گرد گل
جہانگیریونکا کرون کیا بیان
جواہر سی پہنچی کی ہیکل جڑی
فقط موتیونکی پڑی پای زیب
کسیکی کہان ہاتھ وہ پانون آگے
سراپا اگر ہو زبان پیرا تن
سب اعضا بدنکی موافق درست
جہان راستی چاہیئی راستی
وہ مکہڑا جسی دیکہہ داغ کہائی
جو کچہ چاہیئی ٹہیک نکہ شکسی تک
کچہ ایک تمکنت اور کچہ ایک بانکپن
کرشمہ او غمزہ ہر آن مین
تغافل حیا ناز شوخی غرور
تبسم تکلم ترحم ستم
وہ ابرو کہ محراب ایوان حسن
نگہ آفت و چشم عین بلا

وہ موتیکی بالی کہ عاشق کا رشک
کرن پہولکی اور بالیکی جہوک
سدا اشک غمدیدہ جسپہ نثار
سراسر گلی حسن اوسکی پڑا
رہی جس سی الماس کو بیکلے
کہ جون شبنم آلودہ ہو برگ گل
کہ اوٹھتا تھا آنکھون سی اوسکی فغان
الما اور کولیکی تیچی پڑے
کہ جسکی قدم سی کہر پائی زیب
جواہر جہان پانون پڑ پڑ کی جاے
سراپا مین اوسکی کرون کیا سخن
ہر ایک کام مین اپنی چالاک و چست
لگی جسجگہ چاہیئی وہان سجے
وہ نقشہ کہ تصویر کو حیرت آئی
نزاکت بہرا سیوتی کا سا رنگ
غرض ہر طرح مین انوٹہی پہبن
غرض لیری اوسکی فرمان مین
ہر ایک اپنی موقع سی وقت ضرور
موافق ہر ایک حوصلہ کی کرم
جہکی شاخ نخل گلستان حسن
مژہ دی صفونکو اولٹ پلٹ

اگر گوش جب اوسکا تابندہ ہو — صدف کا دل صاف شرمندہ ہو
وہ مینی کہ جسکی نہین کچہ نظیر — ہی انگشت قدرتکی سیدہی لکیر
وہ رخسار نازک کہ ہو جاتی لال — اگر اوسپہ بوسہ کا گذری خیال
نہین ہی طب و یا لبس کا یہان کچہ حساب — بیاض گلو سبکی سب انتخاب
وہ ساعد وہ بازو بہری گول گول — برابر ہو الماسکی جس کا مول
وہ دست حنا بستہ خوبیکا باب — شفق مین ہو جون پنجہء آفتاب
بس مثل آئینہ تہا اوسکا تن — کہی تو کہ تہی ناف عکس ذقن
مگر کو کہون کیونکہ مین اوسکی سیج — نہ آوی نظر تو ہی قسمت کا پیچ
وہ زانو کہ آجای گر اوسپہ ہاتہہ — رہی عمر بہر ہاتہہ زانو کی ساتہہ
وہ ساق بلورین وہ انداز پا — پہری ہر سحر چشم و دل مین سدا
قد و قامت آفت کا ٹکرا تمام — قیامت کری جسکو اٹہہ کر سلام
وہ اٹہکہیلیان اور اوسکی وہ چال — کہ دل جس سی عالم کا ہو پایمال
بنا کبک کیسی ہی گو چال لای — کہان پر وہ رفتار کو اوسکی پای
الگ چال اوسکی کوئی کیا چلی — پڑا انداز سب اوسکی پانون تلی
عجب پشت پا صاف انگشت پا — کف پا دکہاوی سہ پشت پا
مغرق جواہر سی ایک جفت کفش — نہ وہ مفت پا بلکہ پا مفت کفش
یہ قدرت کا دیکہا جو اوسنی جمال — کہا شاہزادہ نی یا ذوالجلال
درختو سی وہ دیکہتا تہا یہان — کسیکی نظر جا پڑی تا کہان
یہ چرچا جو پہیلا تو ظاہر ہوا — ہر ایک حال سی اوسکی ماہر ہوا
یہ سن بات سی ایک بات اوسکی سب — پہرین برگ گلکی طرح غنچہ لب
جو دیکہین تو شعلہ سا روشن ہی کچہ — درختون لگا روشن سا آنگن ہی کچہ

کسینی کہا کچھ نہ کچھ ہے بلا
کسینی کہا ہی پری یا کہ جن
لگی کہنی ماتھا کوئی اپنا کوٹ
ہوی صبح شب کا گیا اوٹھہ حجاب
کسینی کہا دیکھیو ا ہی بوا
کسینی کہا یہ تو دلدار ہے
یہ آپس مین باتین جو ہونی لگین
گئی بات یہ شاہزادی کی گوش
کہا مین تو دیکھون یہ کہہ کر اوٹھی
خواصونکی کاندہی پہ دہر اپنا ہاتھ
کچھ ایک خوف سی ہول کہاتی ہوئی
گئی بعد مین تین جو کچھ پڑین
گئی جب وہ کر دل اپنا کرخت
لگین جھانکنی سبکی سب شرمگین
جو دیکھین تو ہی ایک جوان نازنین
برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن
پری پشت لب سی مسینگی نمود
گل مین پڑا نمہ شبنم کا ایک
تمامی کی سنجاف جلوہ کنان
طرحدار ایک سر پہ پہنا سجا
عجب پیچ سی پیچ تا تھے بل

کسینی کہا چاند ہی یہان چھپا
کسینی کہا ہی قیامت کا دانا
ستارہ پڑا ہی فلک پر سی ٹوٹ
درختون مین نکلا ہی یہ آفتاب
کھڑا ہی کوئی صاف یہ مرد وا
کسینی کہا کچھ یہ اسرار ہے
اشارونسی کہا مین جو ہونی لگین
یہ سنتی ہی جاتا رہا اوسکا ہوش
گیا سنسنا جی تو رہ کر اوٹھی
عجب ایک ادا سی چلی ساتھ ساتھ
دھڑک اپنی دلکی دکھاتی ہوئی
دعائین وہ پڑھ پڑھ کی آگی بڑین
وہان جیسے جگہ تھی وہ باہم درخت
نکالا یک نظر وہان پڑا اونپ نظر
کھڑا ہی وہ آئینہ سان مہ جبین
مرادونکی راتین جہانیکا دن
بنا آتش لعل شیرین کا دود
بدن سی عیان نور عالم کا ایک
کہ جون عکس مہ زیر آب رواں
سماہی کا ٹیکا کمر سے بندھا
یہ سر پیچ پر پیچ کہتا تہا دل

شتابی سی لا اوسنی چہرہ کا گلاب — تب آئی تنون مین ذرا اونکی تاب
وہ اوٹہتی تو اونہی پہ حیران سے — گل شبنم آلودہ گریان سے
وہ شہزادہ دل شدہ تو ٹہٹہک — وہین رہ گیا نقش پا سا ٹہٹہک
کہ وہ نازنین کچھ جھجک منہ چھپا — مگر اور چوٹی کا عالم دکہا
چلی اوسکی آگی سی منہ موڑ کر — وہ وہین نیم بسمل اوسی چہوڑ کر
وہ گدی وہ شانی وہ پشت و کمر — وہ چوٹی کا کوکہی پہ آنا نظر

داستان زلف اور چوٹیکی تعریف اور صحبت اول کی بیان مین

پلا ساقیا ساغر مشک بو — کہ ہی مجکو در پیش تعریف مو
سر شام سی دی بہا تنگ شراب — کہ مستی مین دیکہون رخ آفتاب
کرون اوسکی بالون کا کیا مین بیان — کہ دیکہا کسی رات مین یہ سمان
وہ زلفین کہ دل جسمین اولجہا رہے — اولجہنی سی جی جنکی سلجہا رہے
وہ کنگہی وہ چوٹی کہچی صاف صاف — کناری کا پیچہی چمکتا مباف
کہون اوسکی خوبیکا کیا رنگ ڈہنگ — کہ جون آخری شب ہو جہمکی کا رنگ
نمایان تہی یون اوس پتی کی جہلک — کہ جون ابر مین برق کی ہو چمک
مباف زری نی کیا ہی غضب — دیا ہی گرہ دن کو دنبال شب
سنگارون مین وہ سب سی کو ہی اوتار — یہ کہتی ہین چوٹی کا اوسکو سنگار
نہو کیون کہ چوٹی کا رتبہ بڑا — کہ ایک نور ہی اوسکی پیچہی پڑا
گل و سنبل اوسپہ سی قربان ہی — کہ اوسکی لٹک مین عجب آن ہی
لڑی تہی رسن سحر سی اوسکی ساتہہ — شب و روز کو دی کہا اوسنی کا ہاتہ
تو لمبا تہہ آنا ہی اوسکا کہن — کہ ہی فی الحقیقت وہ کالی ناگن

اوٹہا کر ندیکہی اوسی ہوشیار   کہ وہ ایک ستارہ ہی تہا دنبالہ دار
وہ پیشانی اوسکی شفاف آئینہ سان   لکہا اوسپہ چوٹی کا ٹیکا اوہان
کہون اوسکی عالم کا کیا ماجرا   کہ جون ہو دی دریا پہ کالی گہٹا
بہری تہی دلوں سی رگ بس اوسکی ناک   بہت دل لئی اوس سی کنگہی نی تاک
دل عاشق اوسپہ سی قربان ہے   کہ مشاطہ کا سر پر احسان ہے
کشاکش مین تہا ورنہ جینا تو ہیچ   بہلی کو رکہا اوسنی ڈہیلا ہی پیچ
غرض حسن کا اوسکی ہی سب یہ بہید   جو چاہی کری وہ سیاہ و سفید
کری سرخ جو کوئی اوسمین صاف   کری خون دل اپنا اوسکو معاف
کیا قتل گو اوسنی دل کو تو کیا   شفق کا نہین شام پر خون بہا
کہانتک کہون اوسکی چوٹی کی بات   کہ تہوڑا ہی سانگ اور بڑی ہی رات
قطعہ
دیا شعر کو گرچہ ہر بار طول   ولیکن یہ ہو عرض میری قبول
بہت موشگافی جو کی مینی یہان   گہٹا نیکی جا کہ نہ تہی درمیان
تس اوپر جو پوری نہ تہی مثال   ہوئی ہی میری فکر پیچ و بال
اب اس پیچ سی باہر آتا ہون مین   سمان ایک تازہ سناتا ہون مین
غرض وہ مرتی جب دکہا اپنی بال   تو گویا کہ مارا محبت کا جال
ادائین سب اپنی دکہاتی چلے   چہپا منہ کو اور مسکراتی چلے
غضب سی تہی ظاہر ولی دل مین چاہ   نہان آہ آہ اور عیان واہ واہ
یہ ہی کون کم بخت آیا یہان   مین اب چہوڑ گہر اپنا جاؤن کہان
یہ کہتی ہوئی آن کی آن مین   چہپی جا کی اپنی وہ دالان مین
دیا ہاتہہ سی چہوڑ پردہ شتاب   چہپا ابر تاریک مین آفتاب
کہ اتنی مین آئی وہ دخت وزیر   فسون پڑہ کی بولی کہ بدر منیر

کبھی جو چلی تو خوش آتی نہین
میری طرف ٹک دیکھہ تو جا بہاے
گیا ہی اگر تو نی گہایل اوسے
ٹک ایک حظ اوٹھا زندگانی کا تو
مئی عیش کا جام اب نوش کر
یہ حسن و جوانی یہ جوش و خروش
کہان یہ جوانی کہان یہ بہار
سدا عیش دوران دکہاتا نہین
سبہی یون تو دنیا کی ہین کاروبار
خوشا وہ زمانہ کہ دو ایک جگہ
کہان چاہ والی ہین یوسف عزیز
تیری گہر مین آیا ہی مہمان عزیز
شتابی سی مجلس کو تیار کر
بلا ساقیان گل اندام کو
شب و روز پی ملکی جام شراب
یہ سنکی وہ نازنین مسکرا
مین سمجہی تیرا جی گیا ہی اودہر
لگی کہنی ہنس ہنس کی وہ ماہ وش
مجہی بہی تو چہرکا ہی مئی گلاب
یہ آنکہین مین ہو ونکی باتین ہوئین
بلا لاسکے جا اُس جوانی کی تئین

تیری ناز بیجا یہ بہاتی نہین
شکل ہی کہ حسن بہائی منڈیا ہلاکے
تو مت چہوڑ اب نیم بسمل اوسے
ذرا دیکہہ اپنی جوانی کا تو
غم دین و دنیا فراموش کر
غفور است ایزد تو ساغر بنوش
یہ جوبن کا عالم یہی ہی یادگار
گیا وقت پہر ہاتہہ آتا نہین
ولی حاصل عمر ہی وصل یار
کرین یک دگر جلوہ مہر و مہ
اری باؤلی چاہ مین کر تمیز
یہ ہی واردات عجیب و غریب
تو اس گل سی گہر رشک گلزار کر
لگہ ساتہہ گردش مین لا جام کو
مہ و مہر کو رشک سی کر کباب
لگی کہنی اچہا بہلا ری بہلا
بہانی تو کرتی ہی کیون مجہپہ دہر
ہوئی تہی اوسی دیکہہ مین عشق تو بس
بہلا میری خاطر بلاؤ شتاب
اشارونکی باہم جو گہاتی ہوئین
گیا میزمان میہمان کی تئین

بلا ایک مکان مین بٹھایا اوسے
پھر اوس نازنین نی پکڑ اوسکا ہاتھ
پلا ساقیا مجکو صہبای عیش
بہم ملکی بیٹھی ہین دو رشک مہ
ہر ایک برج رشک گلستان ہی آج
بزور اوسکو لا کر بٹھایا جو وہان
وہ بیٹھی عجب ایک انداز سے
مُنہہ آنچل سی اپنا چھپائی ہوے
پسینا پسینا ہوا سب بدن
گھڑی دو تلک وہ مہ آفتاب
اونہو نکی ز کی بیٹھی سی خفا
گلابی کو لا اوسکی آگی دہرا
کہا شاہزادی کو بیٹھی ہی کیا
ذرا میری خاطر سی ہنس بول تو
مین صدقی تری تجکو میری قسم
یہ دیکھ اوسکی منت پیالہ اوٹھا
کہا بادہ نوشی سی ہو جسکو ذوق
کہا شاہزادہ نی ہنسکر کی یون
غرض ہو گئی آپسمین راز و نیاز
پھر آخر کو شہزادہ نی بہی اوٹھا
جب آپسمین چلنی لگی جام مل

محل کا سامان سب دکھایا اوسے
بٹھایا ہی لا آخر اوس گل کی سنا
ملی ہی نصیبونسی یہان جای عیش
قران مہ و مہر ہی اس جگہ
بہار وصال عزیزان ہی آج
نپوچہ اوس گھڑی کی سما کا بیان
بدن کو چرائی ہوی ناز سے
لجاتی ہوی شرم کھاتی ہوے
کہ جون شبنم آلودہ ہو یاسمن
رہی شرم سی پای بند حجاب
ہوی دل مین اپنی وہ نجم لپٹا
پیالہ کو پھر جلد اوسنی بھرا
یہ پیالہ تو اس بت کی منہ سی لگا
لب لعل شیرین کو تک کھول تو
کئی ساغر اوسکو پلا دمبدم
اور پھر سی بھرا منہ کو اور مسکرا
پئی وہ پیالہ نہین اوسکا شوق
پیون مین کسیکی ہاتھ سی کیون
پئی دو پیالی بصد امتیاز
دیا پیا ساغر اوس بت کی منہ سی لگا
مندی غنچہ سا ن دل کھلی مثل گل

ہوئی یکدگر پہر تو تفتیش حال / لگی ہونی آپس مین قال و مقال
کہلا بند جس دم در گفتگو / جوانی حقیقت کہی مو بہ مو
کہی ابتدا سی جو گذری تہی سب / جتایا سب اپنا حسب اور نسب
پری کا بہی احوال ظاہر کیا / چہپی راز سی اوسکو ماہر کیا
کہا ایک پہر کی ہی رخصت مجہی / زیادہ نہین اس سی فرصت مجہی
یہ سن دل ہی دل بیچ کہا پیچ و تاب / دیا شاہزادی نی اوسکو جواب
مرو تم مری پردہ تم پیر مرے / بس اب تم ذرا مجہسی بیٹہو پرے
مین اس طرحکا دل لگاتی نہین / یہ شرکت تو بندیکو بہاتی نہین
مین سمجہی ہون تم کو بہت دور ہو / چلو اب کہین یہانسی کافور ہو
عبث تمسی کیون دل لگاوی کوئی / بہلی چنگی دل کو جلاوی کوئی
بہی شمع سان کیون کوئی اشک سی / جلی کس لئی آتش رشک سی
یہ سن پاؤن پر گر پڑا بی نظیر / کہا کیا کرون آہ بدر منیر
کوئی لاکہہ جیسی ہو مجہپر فدا / مین تجہپر فدا ہون تجہی اس سی کیا
کہا چل سر اپنا قدم پہ نہ دہر / کسیکی مجہی دلسی کیا ہی خبر
یہ رمز و کنایہ جو ہونی لگے / تو آپس مین ہنس ہنس کی رونی لگے
رہی آخرش دل ہی مین دلکی بات / پہونچ گئی اتنی عرصہ مین رات
خبر رات کی سن اوٹہا بی نظیر / کہا اب مین جاتا ہون بدر منیر
اگر قید سی چہوٹنی پاؤنگا / تو پہر آج کی وقت کل آونگا
یہ مت سمجہیو ہون مین آرام مین / کرون کیا پہنسا ہون عجب دام مین
دل اس جا سی اوٹہنی کو کرتا نہین / کوئی آپ سی جان مرتا نہین
کرم مجہپر رکہیو ذرا میری جان / مین دل چہوڑی جاتا ہون اپنا یہان

پہر کہ

یہ کہہ اوسطرف وہ روانہ ہوا
گیا اپنی معمول سی بی نظیر
پری ساتہہ کاٹی وہ جون تون کر رات
سمان شب کا آنکہون مین چہایا ہوا
اوٹہی جو کوئی وصل کا دیکہہ خواب
نئی بات کا لطف پانا غضب
قلق دل پہ یعنی کٹی روز شب
محبت مین لعنت سیہ فام کے
وہ دن ہجر کا روز شامت ہوا
اودہر کا تو احوال تہا اسطرح
ولی تم سنو تم اودہر کا بیان
وہ شب اوسکو اندوہ و غم مین کٹی
رہی صورت آنکہون مین جو یار کی
کچہ امید دلمین کچہ ایک جی کو یاس
لگا اوسکو پاتو نہین تہم النا
کہ تو آج کر خوب اپنا سنگار
لگی کہنی چل ری دوانی نہ ہو
کرون کسکی خاطر مین اپنا سنگار
غرض شاہزادی بہت دور تہی
تہا وہ ہولی اوس وزیری بنی
وہ بگڑا کیا عالم وہ کنگہی کا رنگ

دل اسطرف اسکا روانہ ہوا
اودہر کا ہوا قیدی اودہر اسیر
اوٹہا صبح ملتا ہوا اپنی ہاتہہ
مزا دل مین سارا سمایا ہوا
نہ ہو وصل اور دل کو ہو اضطراب
وہ پہلی پہل دل لگانا غضب
ملی جیسی شمع شب افروز لب
لگا دیکہنی راہ پہر شام سے
اوسی کاٹنا دن قیامت ہوا
کہانی کہ مختصر جسطرح
ہوا طرف ثانی کا کیا حال وان
گہڑی جو کٹی سو الم مین کٹے
ہوئی یاد مین صبح رخسار کی
لبون پر ہنسی لیک چہرہ اوداس
لگی کہنی جی چاہتا ہی میرا
مجہی حسن کی اپنی دکہلا بہار
کوئی چیز اپنی بکالی نہ ہو
وہ ہی کون جسکو دکہاؤن بہار
یہ شکل اوسکو پہلی ہی منظور تہی
کہ دو دو نکی سیج ہو جیسی بنی
شب ماہ ہو دیکہکر جسکو دنگ

وہ چھاتی پہ الماس کی دہکدہکے
وہ موتیکی مالی لٹکتی ہوئے
وہ الماسکی ہیکل ایک خوشنما
وہ بھجند بازو کی اور نورتن
وہ پہنچی زمرد کی اور دست بند
وہ لعلونکی پازیب آویزہ دار
وہ مینہی کی پاؤن مین چھلی تہی گل
وہ بالونکی بو رشک مشک ختن
زمین سی معطر ہوا تا فلک
گیا اسطرحکا جب اوسنی سنگار
فلک تک گئی حسن کی اوسکی ہو
خواصون نی گہر کو دیا انتظام
بچھا فرش اور کر چھپرکہٹ کو صاف
وہ نرگس کی دستی جو آفاق مین
ولایت کی میوی دہری ہر طرف
دہری تختی جو اس ایوان مین
دہرین کیاریان ایکطرف بیشمار
چھپرکہٹ کی پاس ایک مسند بچھا
چنگیرین بنا اور رکھہ پاندان
کئی عطر دان مرصع دہرے
سرہانی مجلد دہری ایک کتاب

رہی آنکھہ سورجکی جس پر چھالے
رہین دل جہان سے پتنگکی ہو پٹے
تصور رہی جسکا دلسی لگا
کہ جون گلسی ہو شاخ زیب چمن
نزاکت سی تہی شاخ گلسی دو چند
سدا اشک خونی ہو جس پر نثار
کہ آنکہو لینسی وہ لاونہ کہاتی تہی گل
وہ ڈوبا ہوا عطر مین تن بدن
زمانہ گیا اوسکی بوسی مہک
ہوی مہروسہ اوسکی منہ پر نثار
لیا ہاتہہ مشاطہ نی اپنا چوم
تمامی کی پردی لگائی تمام
مرصع کا اوسپر اوڑہا کر غلاف
نہ نکلین سو لاکر چنی طاق مین
کہ لیجاوی بو اونکی گل پر شرف
ہوا ہو گئی عطر دالان مین
چنی ایک طرف ڈالیونکی قطار
اور اوس پر تماسیکی تکئی لگان
قرینی سی اوسمین کہی ہار ریا
انوٹہی گہرت کی کئی جو گہرے
ظہوری نظیریکا کل انتخاب

قلمدان بھی ایک نزاکت بھرا / قرینہ سی زیر چھپر کہٹ دھرا
دھری ایک بیاض اور رشک چمن / پر از شعر سودا و میر حسن
دھرا ایکطرف گنجفہ خوش قماش / دھری چوپڑ ایک طرف کو عجم تراش
بچھی ایک چوکی پہ اور رہ پوش / کرین دیکھ کر غش جسی بادہ نوش
صراحی و ساغر شراب و کباب / دھرا اوس پہ ساقی نی کر انتخاب
ولی اوسکو رکہا چھپائی ہوئے / کہ چھیتی نہین منہ لگائی ہوئے
کہا خاصہ بز کو خبردار کر / کہ رکھیو تو خاصہ کو تیار کر
یہ سب کچہ ہوا جب کہ آراستہ / خراماں ہوئی سرو نوخاستہ
سر شام لی ہاتھ مین ایک چھڑی / ولیکن چھڑی وہ کہ جگنون جڑی
روش پر لگی پھرنی ادہر اودہر / کہ چھپ جای سورج اوسی دیکھکر

داستان بی نظیر کی آنیکی اور باہم ملاقات کرنیکی

پلا مجکو ساقی شراب وصال / کہ اب ہجر سی تنگ ہی میرا حال
تڑپتا تھا اودھر جو وہ بی نظیر / ہوئی شام پاری تو چھوٹا اسیر
پر اوسنی بھی اتنا تکلف کیا / کہ ایک دن اپنی جوڑیکو دہانی رنگا
تمامی کی سنجاب کر کی درست / بنا جلد جلد اور بہت تنگ و چست
پہن لعل و یاقوت کی نورتن / وہ گل اسطرح ہو کی رشک چمن
فلک سیر پر ہو شتابی سوار / ہوا آسمان پر ہوا ایکبار
یکایک جو وارد ہوا اوس جگہ / کہ جیسا خراماں تھی وہ رشک مہ
نظر تا زمین کی جو اوسپر پڑے / ہوئی چادر ختو نکی اوجھل کھڑے
کیا چھپ کی عالم یہ اوسکی جو دھیان / تو دیکھا عجب رنگ سی وہ جوان
کہ دہانی ہی جوڑا اسے گلے مین پڑا / چھپا سبز مین چاند سا ہی کھڑا

کبھی تو کہ شب چاندنی آن کے
اکالا تھا منہ کہیں سی دیان کے

وہ حسن اور پوشاک اور وہ شباب
زمرد مین جون جلوۂ آفتاب

سمان دیکھہ اوس شعلۂ سبز کا
ہوی اور جلنی کی اوسکو ہوا

خواصین جو تھین ہم تخود جا نگر
کہا ایک ہمرازنی آن کر

کہ اب کسطرف انکو لیجاسئے
جہان حکم ہو جا کی بٹھلائیے

کہا وہ جو آراستہ ہی مکان
ادہرسی تو وون ہوکی لیجاو ہان

کہی کی بموجب اوٹھا کر نقاب
چھپا اوسکو لا کر بٹھایا شتاب

وہ بیٹھا جو خلوت مین آ بی نظیر
اور ایدہرسی آئی جو بدر منیر

اوسی دیکھہ اسنی تو پھر غش کیا
لباس اور زیور سی غش غش کیا

زبس حوصلہ نی جو تنگی سی کے
حیا عشق نی خانہ جنگی سی کے

پکڑ ہاتھہ مسند پہ کھینچا اوسے
محبت کی رشتہ مین اینچا اوسے

لگی کہنی ہی ہی میرا چھوڑ ہاتھہ
یہ گرمی ہی جس سی ہی اوس کی ساتھہ

کہا ہای پیاری جلایا سب مجھے
ترکہائی نی تیری ستایا سب مجھے

اری ظالم ایکدم تو تو بیٹھہ جا
ذرا میری پہلو سی تکیہ لگا

تڑپتا ہی کبسی پڑا میرا دل
ذرا کھول آغوش اور مجھسی مل

غرض آخرش بعد راز و نیاز
وہ مسند پہ بیٹھی بصد امتیاز

ہوا پھر جو صہبای گلگون کا دور
ہوا اور ہی اور کچھ وہان کا طور

ہوی جب وہ بدمست دو ماہرو
لگی اون مین ہونی عجب گفتگو

کہ دستی جو نرگس کی تھی وہان نزار
لگی ڈہانپنی آنکھہ نی اختیار

خواصین جو تھین دیر سی ہٹ گئین
بہانہ سی ہر کام کی ہٹ گئین

غرض رفتہ رفتہ وہ مدہوش ہو
چھپر کہٹ مین لیٹی ہم آغوش ہو

لگی پینی باہم شراب وصال ہوا نخل امید سی وہ نہال

لبوں سی ملی لب دہن سی دہن دلوں سی ملی دل بدن سی بدن

ملیں آنکھہ سی آنکھہ خوشحال ہو گلستان جستین دلکی پامال ہو

لگی جا لگی چھاتی چھاتی سی ساتھہ چلی ناز و غمزہ کی آپسمین ہاتھہ

کھسکنی لگی چولی آگی سی چل کھسکنی لگی چین ساری نکل

غم و درد دامن کشیدہ ہوئی وہ گل نارسیدہ رسیدہ ہوئی

لیا کھینچ اونہون نی جو پردہ شتاب چھپی اتک ہو دومہ و آفتاب

لگی ہونی بی پردہ جب چھیڑ چھاڑ در حسن کی کھل گئی دو کواڑ

اوٹھی پینکی باہم شراب امید کوئی سرخ رو اور کوئی رو سفید

چھپر کھٹ سی باہر رکھہ اپنی قدم نکل آئی بہرتی محبت کا دم

نشہ سی وہ لذت کی بیہوش ہو گئی بیٹھہ مسند پہ خاموش ہو

عرق مین ادہر غرق وہ مہ جبین گئی نیچی آنکھیں اودہر نازنین

بیٹھی تھی خوش ہو کی باہم ادہر کہ اتنی مین اودہر سی با جاہ پہر

پہری وہ جبتی اوٹھا بی نظیر ہوئی غم کی تصویر بدر منیر

نہ بولی نہ کی بات نہ کچھہ کہا نہ دیکہا اودہر آنکھہ اپنی اوٹھا

کہا مجہسی پیاری نہ بیزار ہو پہر آونگا بولی کہ مختار ہو

خفا ہونی سی اوسکی وہ نوجوان گیا تو ولی منہ پہ آنسو رواں

ہوئی دل جو دونونکی آپسمین بند لگی ہجر سی جی پر آنی گزند

بندہا پہر تو معمول اوسکا مدام کہ ہر روز آنا ادہر اسکو شام

پہر رات تک ہنسنا اور بولنا در حسن اور عشق کو کھولنا

کبہی ہجر سی اونکو ہوتا ملول کبہی وصل سی بیٹھنا پھول پھول

پلا جلد ساقی مجھی بھر کی جام
یہ دو دل کو یکجا بٹھاتا نہین
یہ ہی دشمن وصل و لسوز ہجر
جدائی انہونکی خوش آئی اسے
کسی دیونی دی پر یکو خبر
یہ سنکر وہ شعلہ بہبو کا ہوے
قسم مجکو حضرت سلیمان کے
کہا دیوکسی دی مجھی تو پتا
کوی نازنین سی تہی ایک اوسکی ساتھ
قضارا اوڑا مین جو ہو کر ادہر
یہ اوڑتی سی اوسکی خبر سن پڑے
تو کہا جاون کچا اوسی موت ہو
وہ آوی تو آگی میری نا بکار
یہی قول و اقرار تہا میری ساتھ
ہماری بزرگون نی سچ ہی کہا
غضبناک بیٹھی تہی وہ تو ادہر
اوسی دیکھہ غصہ مین وہ ڈر گیا
بلا سی وہ دیکھہ اوسکی پیچھی لگے
تجھی سیر کو مینی چھوڑا دیا
الگ مجسی یون رہنا اور چھوٹنا
مچلکا دیا تہا نہ تو نی ستھے

کہی چرخ ہی درپی انتقام
کسیکا اسی وصل بہاتا نہین
کری ہی شب وصل کو روز ہجر
پہر اتنی ہی صحبت نہ بہائی اسے
کہ معشوق عاشق ہوا اور پہر
لگی کہنی اپنی یہ بلا کیا ہوے
ہوی دشمن اب اوسکی مین جان کے
کہا وہ کسی باغ مین تہا کھڑا
کھڑی تہی وہ ڈی ہاتھہ مین اوسکی ہاتھ
وہ دونون ہی مجھی وہان پڑ گئی نظر
کہا دیکھنی پاون اوسکو درے
لگی ہی میری وہ تو اب سوت ہو
گریبان کو اوسکی کرون تار تار
بہلا دامن اوسکا ہی اور میرا ہاتھہ
کہ ہین آدمی زاد گل بو قبا
کہ اتنی مین آیا وہ رشک قمر
کہی تو کہ جیتی ہی جی مر گیا
کہا سن تو ای موذی و مدعی
کہ اوس مالزادیکو چھوڑا دیا
یہ اوپہر ہی اوپر مزی لوٹنا
بہلا اسکا بدلا نہ لون تو سہی

پهرا جیسی را تون کو دل شیدا تو — کریگا تو نکو بہت یاد تو
مزا چاه کا دیکھه اپنی سزا — جہکاتی ہون کیسی کوئی سہ بھلا
تجھی جیسی ہارون تو کیا ای عجب — ولی چاہتی تھی یه تیری نصیب
که چاه الم مین پهنساؤن تجھے — پهنسا ہی تو جیسا رولاؤن تجھے
یه کہه اوریلا ایک پریزاد کو — کہا سینو اسکی نه فریاد کو
اسی پہچتا پہا لنسی لیجا شتاب — وه صحرا جو ہی درد و محنت کا آب
کوا اوسمین جو ہی مصیبت بهرا — کئی من کلہ تہر ہی اوسپر دہرا
اسی جا کی اوس چاه مین بند کر — وہی سنگ پهر اوسکی سینه پر تو دہر
سر شام کہانا کہلانا اسے — اور ایک جام پانی پلانا اسے
نہ دیجو سوا اسکی جو کچھ سنے کہے — یہی اسکا معمول دایم رہے
گری اسپه جو آسمانی بلا — دل اوس نازنین کا ہوا ہو جلا
یه سن دیو اوس گلکی نزدیک آ — پکڑ ہاتھه اوسکا فلک پر اڑا
ہوا یون جو اوس بخت وارونکا اوج — چلی آه نالیکی ساتھه اوسکی فوج
کہا دل یه رتبه جو کچھه آج سے — یہی عشق کی جان معراج ہی
کیا بند پهر جا کی اوس چاه مین — کوا وه جو تہا قافلہ کی راه مین
وه یوسف کوی مین ہوا جبکه بند — ہوا اوس سی پستی کا رتبه بلند
کہلی اوس کونکی ایکایک نصیب — که آیا وه اوسمین لسر دلفریب
ستور وه گہرا اوسکا سارا ہوا — کوی کی وه پتلی کا تارا ہوا
ولی پاؤن جب اوسکا ته پر گیا — کوا اوسکی اندوه سی بهر گیا
زمین مین سما تا نجیر سی آب — گئی سو کہه آنسو کونکی شتاب
ہوا وہا لنسی اوپر لیلی کانپ کا — کوئی لی لیا سنگ سی منه کو ڈہا

دل اوس نازنین کا دہڑکنی لگا — جگر ٹکڑی ہو کر یہ بہڑکنی لگا
اندہیری او جالی نہ نکلا تہا جو — ہوا ناامید آ اوس اندہیری مین سو
نکلنی کی سوجہی نہ وہان اوسکو راہ — ہوا اوسکی آنکہون مین عالم سیاہ
اندہیری نی اوسکا کیا دم خفا — کہ جون لی سیاہی کسیکو دبا
فغان کی بہت اور پکارا بہت — سر اپنی کو ہر طرف مارا بہت
پکارا وہ جس جس کو فریاد کر — نہ پہنچا کوئی کاروان ہی اودہر
نہ مونس نہ غمخوار اوسکا کوئی — نہ تہا جز خدا یار اوسکا کوئی
وہی چاہ تاریک اوسکا رفیق — وہی سنگ سر پر بجائی شفیق
ہوا ہی وہان جس سی دمساز ہو — کوئی کی سنی کون آواز کو
کو اہی مدام اوسکا ہمدم رہی — جو اوس سی سنی وہی اوس سی کہی
کوا اوسکو پوچہی وہ پوچہی اوسی — اندہیری سوا کچہ نہ سوجہی اوسی
سیاہی مین جیسی وہ کافر کا دل — صعوبت مین اوس سی جہنم خجل
نہ شب کی سیاہی وہان دن کا نور — سدا ظلمت غم کا اوسجا ظہور
غم و درد الفت کو کہا کہان جائے — لہو پانی اپنا کوئی مین سٹائے
اس اندہیر کو کیا لکہون اب مین آہ — قلم کی نکلتی ہین آنسو سیاہ
نہ تہا وہ کوا تہا ستون الم — نشان شب آفت و درد و غم
کرون مختصر یہا یعنی اس غم کی بات — لگا رہنی آ وہین وہ آب حیات
نہیں مخلصی سوجہتی اب اوسی — لگا لی خدا وہ ہی کب اوسی
پہنسا اسطرح سی جو وہ بی نظیر — پڑی بیقراری مین وہ بدر منیر
بہم دونو دلون مین جو ہوتی ہی چاہ — تو ہوتی ہی دل کی تئین دلسی راہ
قلق وہان جو گذرا تو یہان غم ہوا — رکا جی وہان سی یہان خفا دم ہوا

گئی دن جو آیا نہ وہ رشک ماہ
لگی کہنی نجم النسا سی بوا
کہا اوسنی بی تمکو سودا ہی کچہ
خدا جانی کس شغل مین لگ گیا
وہ رہ رہ کی تم کو دلاتا ہی یاد
پڑی جو کوی اوس سی رک جائیے
تعقل بہلا کچہ نکالا کرو
یہ سن چپ ہی دل مین کہا پیچ و تاب
گئی آہ جب دن گئی اور بہی
دوانیسی ہر طرف پہرنی لگی
ٹہرنی لگی جان مین اضطراب
تپ ہجر گہر دلمین کرنی لگی
خفا زندگانیسی ہونی لگی
تپ غم کی شدتسی پہر کانپ گئی
نہ اگلا سا ہنسنا نہ وہ بولنا
جہان بیٹہنا پہر نہ اوٹہنا اوسی
کہا گر کسینی کہ بی بی چلو
جو پوچہا کسینی کہ کیا حال ہی
کسینی جو کچہ بات کی بات کی
کہا گر کسینی کہ کچہ کہا لئی
کسینی کہا سیر کیجئے ذرا

نظر مین ہوا اوسکی عالم سیاہ
خدا جانی اوس شخص پر کیا ہوا
وہ معشوق ہی اوسکو پروا ہی کچہ
سری چترہ ہی اتنا ہی ہونا فدا
عبث آپ کو تم کرو مت تباہ
جہکی آپ سی وہ تو جہک جائیے
ذرا آپ کو تم سنبہالا کرو
دیا کچہ نہ اس بات کا پہر جواب
بگڑنی لگی پہر تو کچہ طور سی بہی
درختون مین جا جا کی گرنی لگی
لگی دیکہنی وحشت آلودہ خواب
ذرا شک سی چشم بہرنی لگی
بہانہ سی جا جا کی سونی لگی
اکیلی لگی رونی منہ ڈہانپ ڈہانپ
نہ کہانا نہ پینا نہ لب کہولنا
محبت مین دن رات گہٹنا اوسی
تو اوٹہنا اوسی کہہ کی ہاں جی چلو
تو کہنا یہی ہی جو احوال ہی
پہ دنگی جو پوچہی کہی رات کی
کہا خیر بہتر ہی منگوا لئی
کہا سیر سی دل ہی میرا بہرا

جو پانی پلانا تو پینا اوسے ۔ غرض غیر کی ہاتھ سے جینا اوسے
نہ کہانیکی سدہ اور نہ پینی کا ہوش ۔ بہرا دل مین اوسکی محبت کا جوش
چمن پر نہ مائل نہ گل پر نظر ۔ وہی سامنی صورت آٹھون پہر
نہفتہ اوسی سی سوال و جواب ۔ سدا روبرو اوسکی غم کی کتاب
جو آجائے کچھ ذکر شعر و سخن ۔ تو پڑھنا یہ دو مین شعر حسن

غزل

یہ کیا عشق آفت اوٹھانے لگا ۔ میری دل کو مجھسی چھڑانے لگا
ملا میری دلبر کو مجھسی خدا ۔ نہین تو میرا جی ٹھکانے لگا
گنہ چشم خونبار کا کچھ نہین ۔ میرا دل ہی مجکو ڈبانے لگا
فلک نی تو اتنا ہنسایا نہ تھا ۔ کہ جسکی عوض یون رولانے لگا
نہین مجکو دشمن سی شکوہ حسن ۔ میرا دوست مجکو ستانی لگا

غزل یا رباعی و یا کوئی فرد ۔ اسی ڈھب کی پڑھنا کہ ہو جسمین درد
سو یہ بہی جو مذکور سے نکلے کہین ۔ نہین تو کچھ اسکی بہی خواہش نہین
سبب کیا کہ دلسی تعلق ہی سب ۔ نہو دل تو پہر بات بہی ہی غضب
گیا ہو جب اپنا ہی جیوڑا نکل ۔ کہانکی رباعی کہانکی غزل

داستان منیر کی غم و اندوہ اور حسن بانو کی بلانی مین

گلابی مین غنچہ کی بہر کر شتاب ۔ پلا ساقیا کیتکی کی شراب
پیالہ مین نرگس کی دی میری جان ۔ کہ دیکھون مین کیفیت بوستان
حکایت کرون ایک دن کی رقم ۔ کہ دنیا مین توام ہین شادی و غم

اوٹھی سوتی ایک دن وہ رشک پری
کہا جا کی دیکھون چمن کو ذری

مگر غنچہ سان کچھ کھلی میرا دل
کہ غم نی کیا ہی نپٹ مضمحل

نہ بس گل سی آتی ہی بو یار کی
ہوا پھر ہوی اوسکو گلزار کی

پھر ایک دن تہا کہ منہ ہاتھ دہو
چلی اوٹھکی دالان سی سیر کو

زمرد کا مونڈہا چمن پر بچھا
وہ بیٹھی عجب آن سی دلربا

کہ زانو پہ ایک پانؤ کو رکھ لیا
اور ایک پانؤ مونڈہی سی لٹکا دیا

نہ پوچہ اوسکی پای نگارین کا حال
زبان حنا وصف مین جسکی لال

کفک اور فندق سی لالہ کو داغ
ہوا ایسی کیفیت پائین باغ

طلائی کڑی اور کفک کا وہ رنگ
سنہری شفق جسکو ہو دیکھ دنگ

جواہر کی چہلی بہری پور پور
زری کی ٹکی جیسی مخمل پہ تور

زبس سوتی اوٹھی تہی وہ نازنین
پڑی تہی عجب ڈہب سی چین جبین

خماری وہ آنکھین وہ انگڑائیان
وہ جوبن کی عالم کی سر سائیان

جوانی کا موسم شروع بہار
وہ سینہ سی جوبن کا اوسکی ابھار

نشہ مین وہ آ حسن مین بیٹھنا
وہ چہب تختی اپنی کو دیکھ اینٹھنا

خواص ایک حقہ لئی تہی کہڑے
کہ لالہ کی پتی تہی اوسمین پڑے

وہ شیشہ کا حقہ مرصع کا کام
مغرق زری کا وہ نیچہ تمام

ولی ایک وسپر پڑا تہا جو پیچ
یہ سب اوسکی آگی تہا گویا کہ ہیچ

لب نازک اوسپر وہ مہنال دہر
نکالی تہی پردہ مین دود جگر

ادہر اور ادہر ہر طرف تہی نگاہ
کسیکی کوی جیسی تکتا ہو راہ

تو تہین کہڑی اوسکی سب گرد پیش
جو تہین اپنی عہدہ پہ حاضر ہمیش

کوئی مورچہل لی کوئی پیکدان
کوئی لی چنگیر اور کوئی ہار پان

رسیلی چمیلی تھی تنگ و چست — لباس اور زیور سے ہر ایک درست
کھڑی نیچی آنکھیں کیے با ادب — اسے شرم سے پر قیامت غضب
وہ آنکھیں کہ کرتی تھی جیدھر نگاہ — ادھر عشق کا مین آتی دل کرکی آہ
کئی ہمدم اوسکی جو تھیں ماہرو — چھپائی ہوئی کرسیان سو بسو
برابر برابر ادھر اور ادھر — وہ گرد اوسکی بیٹھیں تھیں یکدگر
سماں اوس گھڑی کا کہوں کیا میں آہ — ستارے نہیں آوے ہی نظر جیسے ماہ
عجب حسن تھا باغ میں جلوہ گر — کہ ہر گل کی تھی اوسکی منہ پر نظر
چمن اوس گھڑی پر سر جوش تھا — گل و غنچہ جو تھا سو بیہوش تھا
زبس عطر میں تھی وہ ڈوبی ہوئی — دوبالا ہر ایک گل کی خوبی ہوئی
معطر ہوا اور گل کا دماغ — کہ مہکا تمام اوسکی خوشبو سے باغ
پڑا عکس جو اوسکا طرف چمن — ہوا لالہ گل اور گل نسترن
درختوں پہ اوسکی پڑی جو چمک — زمرد کو دی اور اوسنے چمک
ہوئی اوسکی بیٹھی سے گلشن کو زیب — گیا اڑ صبا کا بھی صبر و شکیب
چمن نے جو اوس گل کی دیکھی بہار — ہوا دیکھ اپنے گلونکو فگار
گل و غنچہ و لالہ آپس میں مل — لگی کہنی اس باغ کا تھا یہ دل
گئی جیسے بلبل کی گلشن کی چاہ — ہوئی سرو کی شکل قمری کو آہ
ہوئی دنگ آئینہ دیوار و در — وہ مہ سبکی دل میں ہوئی جلوہ گر
کہا تنے میں کچھ جی میں جو آ گیا — ادا سے لگی کہنے وہ دلربا
ارے ہے کوئی وہاں ذرا جائیو — مری حسن بانو کو لے آئیو
عجب وقت ہے اور عجب ہے سماں — کہ ہے دو گھڑی آکی مجرا یہاں
خفا ہوں مرا جی بھی مشغول ہو — کوئی دم تو داغ جگر پھول ہو

جو ماتھی پہ چین جبین غم سی تھی — تو وہ بھی ہی ایک موج دریای تھی
وہ آنکھین جو روتی ہین اشک پھوٹ پھوٹ — تو گویا کہ موتی بھری کوٹ کوٹ
تپ غم سی یون تمتمائی ہین گال — کہ جون رنگ لالہ ہو وقت زوال
گریبان سینہ پہ جو ہی کھلا — تو گویا وہ ہی صبح عشرت فزا
نقاہت سی چہرہ اگر زرد ہے — تو یا آہ ہونٹھون پہ کچھ سرد ہے
اداسی نہین یہ بھی عالم جدا — کہ ہی چاندنی اور ٹھنڈی ہوا

داستان منیر کی بی نظیر کی فراق مین اور نجم النسا کی تسلی دینی مین

پلا ساقیا ساغر بی نظیر — پھنسی دام ہجران مین بدر منیر
وہ حسن و جوانی اور اوس پر یہ غم — ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم
جہان بیٹھنا آہ کرنا اوسے — بہانہ نزاکت پہ دھرنا اوسے
کبھی خون آنکھون سی سوڈالنا — کسیکو کبھی دیکھہ دہو ڈالنا
خواصون کو بالا بتانا اوسے — اکیلی درختون مین جانا اوسے
ولی ان درختون مین جس مین وہ ماہ — سر شام چھپ چھپ کی کرتا نگاہ
سو یہ ہی پہر دن سی آدہی رات تام — اوسی چھانؤن مین بیٹھہ کرتی ہی شام
گیا اسطرح جب مہینا گذر — اگر وہ ماہ مطلق نہ آیا نظر
اور اسکا ادھر رنگ گھٹنی لگا — جگر خون ہو مژگان پہ بٹنی لگا
لگی رہنی تب جان بیتاب مین — لگا فرق آنی خورد و خواب مین
محبت کا سودا سا ہونی لگا — جنون تخم وحشت کا بونی لگا
سرکنی لگا پاس ناموس ننگ — لگی عقل اور عشق مین ہونی جنگ
خموشی او تنہائی لگی دل مین شور — جتانی لگی ناتوانی بھی زور

داستان خواب دیکھنی مین بدر منیر کی بی نظیر کو کوئی مین

پلا ساقیا جام جم سی وہ مل
کہ غایب کا احوال ظاہر ہو کل

کسیکی تو آیا کام فرخندہ حال
کہ آخر یہ دنیا ہی خواب و خیال

ذرا آنکھہ لگ گئی جو اسحال مین
تو دیکھا پہنسا اوسکو جنجال مین

قضا نی دکہایا عجب اوسکو خواب
کہ دشمن بہی دیکھی وہ حال خراب

یہ دیکھا کہ صحرا ہی ایک لق و دق
کہ رستم بہی دیکھہ ہو جائی فق

نہ انسان ہی وہان نہ حیوان ہی
فقط ایک کف دست میدان ہی

مگر بیچ مین اوسکی ہی ایک کوان
کہ اوٹہتا ہی آہون کا وہانسی دہوان

کوئی کا ہی منہ بند اوس سی ارے
گئی لاکہہ من کی ہی ایک سل پری

صدا وہانسی یہ ہی کہ بدر منیر
تری چاہ غم مین ہوا ہون اسیر

مین بہولا نہین تجکو ای میری جان
کرون کیا کہ ہی مجہپہ قید گران

پر اس قید مین بہی ترا دہیان ہی
فقط تیری ملنی کا ارمان ہی

تو اپنی جو صورت دکہائی مجہے
تو اس قید غم سی چہڑائی مجہے

نہین مجکو مرنی سی کچہ اپنی ڈر
یہ غم ہی کہ تجکو نہووی خبر

تجہی کاش اسوقت مین دیکہہ لون
جیون مین اگر تیری آگی مرون

ولیکن یہ ہی خام میرا خیال
نہین وصل ممکن بغیر از وصال

کوئی دم کا مہمان ہون آج کل
اسی چاہ مین جائیگا دم نکل

یہ سن واردات شہ بی نظیر
جو چاہی کری بات بدر منیر

یہ ہرگز میسر نہ آئی اوسی
قضا نی نہ اوسکی سنائی اوسی

یکایک گئی آنکہہ اتنی مین کہل
بہری اشک خسارہ پہ آئی ڈہل

نہ وہ چاہ دیکھا نہ ہمراز وہ
پڑی گوش مین پھر نہ آواز وہ

صدا اپنی یوسف کی سن خواب سی
اوٹھی باؤلی جان بیتاب سی

کہا گو کسی سی نہ اوسنی یہ بھید
ولی جون مہ صبح چہرہ سفید

ڈھلی منہ پہ آنسو ہوا ایسکہ رنج
چھپی چاندنی مین ستارونکی گنج

وہ مہتاب سا چہرہ ہو زرد زرد
سراپا ہوا شکل اندوہ و درد

زبس آہ وہ پہانسی گھٹنی لگی
تو منہ پر ہوائی سی چھٹنی لگی

مژہ وہ نکیلی جو تھی تیر سی
ہوئی اشک خونین سی گلریز سی

بہچنپا سا قد تہا جو رشک انار
نکلنی لگی اوس سی شعلی ہزار

جلین اوسکی آہو نسی گل صورتین
ہوئین سب وہ نٹی کی جون مورتین

چھپایا بہت اوسنی پر ہمنشین
چھپائی سی آتش چھپی ہی کہین

کسی سی کسیکو جو ہوتی ہی لاگ
بغیر از کہی اور لگتی ہی آگ

خواصین کئی وہ جو ہمراز تہین
بڑی خدمتون مین سرافراز تہین

کہا اونسی رو رو کی احوال خواب
رو لایا اونہین پڑہ کی غم کی کتاب

سنا جب کہ نجم النسا نی یہ حال
ہوئی بیقراری تب اوسکو کمال

داستان نجم النسا کی جوگن ہونی مین

لگی کہنی وہ یون نہ آنسو بہا
تری واسطی مینی سب دُکھ سہا

بس اب سر بصحرا نکلتی ہون مین
اوسی ڈھونڈہ لانیکو چلتی ہون مین

جو باقی رہا کچہ مری دم مین دم
تو پہر آ کی مین دیکہتی ہون قدم

وگر مر گئی تو بلا سی موئے
تو یون جانیو مجہپہ صدقی لئے

کہا شاہزادی نی بس ای رفیق
ہوی مین تو اس چاہ غم مین غریق

بہلی چنگی اپنی نہ کہو جان تو
رسائی تیری کیونکہ ہوگی وہان
مین جیتی ہون اس آس پیر فقط
وگرنہ مین مرگ کی مرجاونگی
کہا اوسنی کیا کیجی پہر بہلا
مین اس عشق کا یہ نہ سمجہی تہی ڈول
تجہی دیکہنا یون لگو را نہین
یہ کہہ اوسنی رو رو اوتارا سنگار
گریبان کو مثل گل چاک کر
پہر آئی جو کچہ اوسکو ہوش حواس
پہن سیلی اور گیروا اوڑہ کہیس
گلی سیر موتی جلا راکہہ کر
پہن ایک لہنگا زری باف کا
زری کی دو پٹی سی چہاتیکو باندہ
زمرد کی مندری لگا کان مین
گلی بیچ ڈال اپنی بالون مین
زری کا بنا حلقہ سر پر رکہا
لٹین دیکی بل دوش پر چہوڑ دین
تہی غصہ سی انکہونکو کر لال لال
زمرد کی سمرنکو ہاتہونمین ڈال
جو سنگی تہی منکی اونہین کر درست

کہ وہ ہی پری اور انسان تو
تجہی بہی نہ دیگا ہاتہہ سی پیر جان
کہ ہوتا ہی تجہسی میرا غم غلط
اسیطرح جیسی گذر جاوسے اگی
پڑی سر پہ یہ ناگہانی بلا
تیری غم سی آنی لگا مجکو ہول
اس اندوہ کا مجکو یارا نہین
کیا اپنی پشواز کو تار تار
دیا خاک مین پہینک یہ پیر اور
سجا تن پہ جوگن کا اوسنی لباس
چلی بنکی صحرا کو جوگن کا بہیس
بہبہوت اپنی تن پہ ملا سر بسر
وہ پردہ سا کر اوس تن صاف کا
بدن کو چہپا اور گاتیکو باندہ
کہ جون سرو گل ہو گلستان مین
پریشان کر اپنی بالون کو مین
کیا سنبلستان کو جلگا
وہ بالین سی شبدیز کی موڑ دین
رکہا چشم مین خون دلکو نکال
اور ایک بین کاندہی پہ اپنی سنبہال
پہن اپنی موقع سی چالاک

تہی بین تہی قمقمی رنگ سے
سو وہ بین کاندہی پہ رکہہ یون چلے
ہر ایک تار تہا بین کا رشتۂ دل
نہ عاشق ہوئی اوسکی عالم پہ لوگ
بنی جیب کے جوگن وہ اس رنگ سے
وہ رخصت جو اسطرح ہونی لگی
وہ رو رو کی دو ابر غم یون ملی
یہانتک بندہا اوسکی رونیکا تار
کہڑی تہی وہ جوگن کی جو گرد گل
نہ دیکہا کسینی جو کچہ اختیار
چلی جسطرح پیشہ اپنی دکہا
کسینی کہا ہو لیو مت مجہے
کہا اوسنی خیرا بتو جاتی ہون مین
تمہین ہی خدا کو مین سونپا سُنا
جدا ہو گئی القصہ وو تو نکو چہوڑ
شدہ شدہ یہ کی لی اور جنگل کی لی
لئی بین پہرتی تہی صحرا نورد
کہ شاید کوئی شخص ایسا ملے
جہان بیٹہہ کر وہ بجاتی تہی بین
بجاتی وہ جوگن جہان جو گیا
اوسی سنکی آتا تہا صحرا کو جوش

او پاتہی سیو بحر آہنگ سے
کہ لاوی کوئی جیسی گنگا سے جلے
وہ تہی ہند کی راگ کی سلسبیل
دیوانہ ہوا جو کہ دیکہہ اوسکا جوگ
لگی پہوڑنی دوست سر سنگ سی
تو وہ صاحب خانہ رونی لگی
کہ جسطرح ساون بہی بہادون ملے
بہی پہوٹ دیوار و در ایک بار
وہ رو رو ہوی شبنم آلودہ گل
کہا حق کو سونپا تجہی لی سد ہار
اسیطرح دکہلا ہمین منہ پہر آ
خدا کی تئین مینی سونپا تجہے
جو ملتا ہی تو اوسکو لاتی ہو نہین
مرا بخشیو تم کہا اور سنا
چلی اپنی گہر بار سی منہ کو موڑ
نکل شہر سی راہ جنگل کی لے
تن خاک تہاک اور رخ گرد گرد
کہ جس سی وہ شیدا کا شیدا ملے
تو سنتی کو آتی تہی آہو ی چین
تو وہان بیٹہتی خلق دہونی لگا
صدا سی درختو کی کرتا خروش

گل نغمہ جو اوس سی گرتی ہزار
تو لیتا اونہین دشت دامن پسار

کہین حلقہ حلقہ کہین لخت لخت
پہری ہوی گرد اوسکی سیتی درخت

بجاتی تہی جون جون وہ بین سنکی مین
خس و خار ستی تہی بن سنکی مین

نظر جو کہ پڑتی تہی بوتی جہے
ہر ایک عالم شوق مین تہی کہڑی

تماشا مین کہڑا تہا جو جو کہڑے
در و دشت عش عش ہو پڑتی تہی سبہی

تہا سنگ کہ جس مین جمی تہی نقش پا
وحوش تہی کان اپنی اودہر لگا

گل نغمہ تر کی تہی یہ بہار
کہ صحرائی گل اوسکی آگی تہی خار

سن آواز کی اوسکی شان و شکوہ
کہ ایک ڈب کی مٹتی تہی ہستی کو کوہ

نہ پانی بہی سن شور اوسکا چلی
کئی کی دلون مین ہوی ولولی

نہ چشمہ ہی کچہ آبدیدہ رہے
کہ گریبان کر چاک دریا بہے

گئی جو صدا گوش مین آگ کی
کہ وحشی کو سوجہی اوہی چاک کی

سمجہ بین کی اوسکی انسان سار
گریبان کرنی لگی تار تار

فقط بلبل و گل کا تہا کب ہجوم
کہ کرتی تہین وان دو ایمان ہجوم

تحیر کا تہا وان ہر ایک کو مقام
زبان کا نکلتا تہا ہاتہون سی کام

چمن کرتی پہرتی تہی جنگل کیتین
بسانی تہی جنگل مین دنگل کیتین

یہ ہر جا پہ تہا اوسکی دم سی طلسم
بندہا تہا اوسی دم قدم سی طلسم

شب و روز سرگشتہ مثل صبا
اسیطرح پہرتی تہی وہ جا بجا

داستان فیروز شاہ جنونکی بادشاہ کی بیٹی کی عاشق ہونی مین

کدہر ہی تو ای ساقی گلعذار
کہ صحرا سی ہی دل ہوا خار خار

کوئی پہول سی دی شتابی شراب
کہ شہر مطالب کو پہنچون شتاب

وہ دارو پلا دل کو جو راس ہو | کہ جینے کی بیمار کو آس ہو
شب کی اسباب دیکھو ذرا | کہ قدرت میں ہی اوسکی کیا کیا بہرا
سفید و سیہ اوسکی ہی صنعت بنا | بنایا ہی اوسی نی یہ لیل و نہا
جہان میں ہی اندوہ و عشرت بہم | کہین صبح عیش و کہین شام غم
دو رنگی زمانہ کی مشہور ہے | کبھی سایہ ہی اور کبھی نور ہے
قضا را سہانا سا ایک دشت تہا | کہ یک شب ہوا اوسکا وہان بسیرا
وہ تہی اتفاقاً شب چاردہ | اداسی وہ بیٹھی تہی وہان شکستہ
بچھی ہر طرف چادر نور تہے | بہی چاندنی اوسکو منظور تہی
بچھا مرگ چھالی کو اور لیکی بین | دو زانو سنبہل کر وہ شہرہ جبین
کدارا بجانی لگی شوق مین | لگی دست و پا مارنی ذوق مین
کدارا لگا بجنی یہ اوسکی ہاتہہ | کہ منہ لی کیا دایرہ لیکی ساتہہ
بندہا اسطرح کا جو اوس جا سمان | صبا بہی لگی رقص کرنی وہان
وہ سنسان جنگل وہ نور قمر | وہ براق سا ہر طرف دشت و در
وہ اجلا سا میدان چمکتی ہی ریت | لگا نور سی چاند تارونکا کہیت
درختونکی پتی چمکتی ہوے | خس و خار ساری جھلکتی ہوے
درختونکی سایہ سی مہ کا ظہور | گری جیسی چھلنی سی چھن چھن کی نور
دیا یہ کہ جوگن کا منہ دیکہہ کر | ہوا نور سایہ کا ٹکری جگر
گیا ہاتہہ سی بین سنکر جو دل | گئی سایہ و نور آپس مین مل
وہ صورت خوش آئی جو اوس نور کی | دل اپنی پہ سایہ نی منظور کی
ہوا بند گئی اوسگہڑی اس لعب ل | لپٹنی لگی جا نور اپنا ہوکی
درختوں سی لگ لگ کی باد صبا | لگی وجد مین بولنی واہ وا

کدارا

گذار یکا عالم یہ تہا اوسکے گہر سے
یہان تو یہ عالم تہا اور طور یہ
کہ تہا ایک پریزاد فرخ سیر
نہایت طرحدار صاحب جمال
ہوا پر اوڑائی ہوی اپنا تخت
وہ جاتا تہا کرتا ہوا سیر ماہ
یکا یک سنی مین کی جو صدا
جو دیکہی تو جوگن ہی ایک شکل حور
نظر کر کی حسن اوسکا عشق گیا
کہا کچہ بناوٹ کا یہ بہیس ہے
پڑا تم پہ اتنا کہو کیا بجوگ
کدہر سی تم آئی کہان جاؤ گی
وہ سمجہی کہ اوسکا دل آیا ادہر
حسن و خار ہی عشق حسن آگ ہی
ولی راگ ہی اور اوسمین ہوا
کہا ہنسکی جوگن نی ہر بول پر
کہا تب پریزاد نی واہ سجے
نہ رو کہی ہوا اتنا بہلا جاؤ نگا
کہا ہو نی سو تو سنی اپنی کہو
لی دو دو لطیفی جو با ہم ہوئے
گیا بیٹہہ آ سامنی رنیت مین

کہ تہی چاندنی ہر طرف عش سے پڑے
لشن اوپر مزا تم سنو اور یہ
جنونکی وہ تہا بادشہ کا پسر
برس بیس اکیس کا سن و سال
کسیطرف جاتا تہا فیروز بخت
اوسی خلق کہتی تہی فیروز شاہ
وہان تخت لا اوسنی اپنا کیا
کہ چشم فلک نی نہ دیکہا یہ نور
تعشق کی عالم مین بس مرگیا
لگا کہنی جوگی جی آدیس ہے
لیا واسطی کسکی منی یہ جوگ
دیا اینی ہم پر بہی فرماؤ گی
کہ دل ہی تو رکہتا ہی لکی خبر
سدا عشق اور حسن مین لاگ ہی
کہ دونون طرف آگ دی ہی لگا
جہان سی تو آیا چلا جا ادہر
بہت گرم ہین آپ اللہ رے
ذرا [illegible] کر چلا جاؤ نگا
فقیرونکو چہیڑو نہ بیٹہی رہو
اوسی لطف مین لی تو بیدم ہوئے
رہا کہیت یہ تو اوسی کہیت مین

نظر حسن پر کر کہ جمن چمن ‌ ‌ سراپا دل اوس لعبت چین

رہا تن بدن کا نہ کچھ اوسکو ہوش ‌ ‌ بنا گل وہ جون نقش با چشم و گوش

وہ جوگن جو تہی درد و غم کی بہری ‌ ‌ ہوا غم مین جوگن کی یہ بہی شریک

نہ سدہ گہر کی لی اور نہ لی راہ کی ‌ ‌ جب آئی ذرا سدہ تو بہر آہ کی

بجائی رہی بین وہ صبح تک ‌ ‌ یہ رویا کیا سامنی بیٹہ بیر تک

اودہر تان پر بین کی تہی بہار ‌ ‌ بندہا تہا ادہر اسکی رونیکا تار

دہری اپنی کاندہی پہ جب اوس نی بین ‌ ‌ اوٹہی اپنی انگڑائی زہرہ جبین

پری زاد نی تب پکڑ اوسکا ہاتہہ ‌ ‌ بٹہا لی بہا تخت پر اپنی ساتہہ

زمین سی اوڑا آسمان کی کیتین ‌ ‌ وہ کتنا کہا کی نہین ری نہین

نہ مانا اور اوسنی اوڑا یا اوسی ‌ ‌ پرستان مین لا بٹہایا اوسی

یہ مژدہ گیا باپ پاس اپنی لی ‌ ‌ کہا عرض رکہتا ہون میں آپ سی

یہ جوگی جو ہی ایک صاحب کمال ‌ ‌ ذرا بین سنیی اور اوسکی خیال

بہت آپ اوس سی وہ بہا تنگی حظ ‌ ‌ بہشت مین ہی حسن اوسکی باتین کی حظ

کہا اوسنی ہا ہا بہت خوب ہی ‌ ‌ ہمیشہ سی راگ اپنا مرغوب ہی

کہا آؤ جوگی جی بیٹہو ادہر ‌ ‌ کرو روشن اپنی قدم سی یہ گہر

کہا لی تخت بیٹی کی اور باپ کی ‌ ‌ سر آنکہون پہ ہماری قدم آپ کی

بہت اوسکی تعظیم و تکریم کی ‌ ‌ جگہہ ایک پاکیزہ رہنی کو دی

پلا مجکو ساقی محبت [illegible] ‌ ‌ کہ بہاتیون مین ہوا دن تمام

داستان فیروز شاہ کی مجلس آرائی اور جوگن کی بلانی مین

یہ جوگن جو بیٹہی بروگن ہوئی ‌ ‌ کہانی مین رات آئی جوگن ہوی

بہوت اپنی منہ پر پشیمانی سی مل — رکہا اندو یکو مہ کی شب آئی نکل
دکہاتی ہوئی سوز دل دور سی — اوڑاتی ہوئی رال کو نور سی
ستارونکی مالی گلی بیچ ڈال — وہ پہنچی پرستان مین چال چال
ہوئی شب جو وہ بزم انجم فروز — چہپا رشک سی اوسکی پردہ مین روز
ملک نی پرستان مین مجلس بنا — بلایا اوسی جسکی تہی یہ ثنا
پریزاد ساری ہوئی جمع وا — کہ دیکہین تو جوگن کا چلکر سمان
وہ جوگن جو بیچ بیچ تہی پہرہ جبین — سو مجلس مین آئی لئی اپنی بین
بہت منتونسی قبلایا اوسی — بڑی عزتونسی بٹہایا اوسی
کہا ہم ہین مشتاق کچہ گا لی — بیان بین کا ہمکو دکہلائی
کہا کچہ بجانا نہین اپنا کام — ہر ایک طرح لینا ہمین ربکا نام
ہین بشر فرمائشونسی فقیر — ولی کیا کرین اب ہوی ہین اسیر
کہا جوگی صاحب یہ کیا بات ہی — کرم آپ کا ہم پہ دن رات ہی
جو مرضی ہو ایک ہم کو تکلیف دین — نہین جسمین راضی ہو تم سو لین
کہا اس طرحسی جو فرماوُ گی — تو ہان بندگی ہی مین کچہ پاوُ گی
ق یہ کہہ اوسنی اور بین کاندہی پہ دہر — یہان تک بجائی کہ دیوار و در
کہڑی رہ گئی ہوش کہوئی ہوی — نظر جو پڑی وہان سو روتی ہوئی
گیا اہل مجلس کا دل جو پگہل — تو جون شمع اشک آئی سبکی نکل
ہوئین بین پر انگلیان جون روان — کہ ہاتہونسی اوسکی ہوا دل روان
روان دوان کر دیا جان کو — رُلایا ہر ایک جن و انسان کو
ہوا حال پر اوسکا یہہ کچہ تباہ — وہ عاشق جو تہا اوس پہ فیروز شاہ
کبہی سامنی آکی کرتا نظر — کبہی دیکہتا چہپ کی ایدہر اودہر

ستونکی کبھی اوٹ مین ہوکی وو
کبھی ایدہر اودہر سی پھر پھر کی آ
وہ گو کچھ نہ سنتی نہ کہتی اوسے
نظر اوسکی جب آن پڑتی اودہر
اسی آن و ادا پر وہ فیروز شاہ
اگر کوئی جوگن کی کرتا نگاہ
غرض تھی یہ صحبت کہ مین کیا کہوں
بجی پہلی صحبت مین وہان آتی مین
سراپا پریزاد کی باپ نی
یہ اسطرح ہر شب کرم کیجیے
مقدم ہمارا جہا تا کر و
یہ گہربار ہی آپ کا ہی تمام
تکلف کو موقوف کر دیجیے
کہا اوسنی مطلب نہین کچھ ہمین
کہان ہم کہان تم ہوا یہ جو سنا
یہ کہہ وہانسی اوٹہی وہ جوگن اودہر
لگی رہنی اوسمین شب و روز وہ
کہا ایسی جیسی کہ سنتا ہی سچے
یہ سنتم کہ تا کردگار جہان
غرض اسطرح اوسکا معمول تہا
پہر رات تک رہتی اور بولتے

پہر اودیکہتا اوسکو رو رو کی وہ
چہپی اوسکی گہر ہی لپیتا بلا
کہن آتما عشق پر دیکہہ رہتی اوسے
تو یہ اودہر کی طرف کرتی نظر
دل و جان سی کرتا تہا لحظا
تو کہتا رشک کہتا کہ پہر تمکو کیا
نہی دل تہا اوسکا کہ دیکہا کرو
کہ عشق کر گئی وی جو تہی نکتہ چین
کہا کی دیا جو کی جی آپ لی
مری بزم رشک ارم کیجیے
ہمین اپنا مشتاق جانا کرو
ہوئی آج سی ہم تمہاری غلام
یہ کچھ تمکو درکار ہو لیجیے
تمہارا مبارک رہی گہر تمہین
یہ تہی بات سب آپ دانہ کی تہم
دیا تہا جہان اوسنی دل کو ہر
سمجہ جی مین کچہ دل فروزاں
نہ کہیو اپنی دل مین سبہے
درین آشکارا چہ دارد نہان
کہ اوس شاہ پر اونکی خدمت مین جا
پہر ایک بات مین قند تہی گہولتے

بچا مین سبکو رہاتی تہی وہ
دلی گیا کہون حال فیروز شاہ
شہ دنیا کی اوسکو نہ دین کی خبر
اوسی شمع کی گرد پہرنا اوسی
بہانہ سی ہر کام کی روز و شب
اوسیطرح اوقات کہوتا ہے او
وہ جوگن بہی سو سو طرح کر ادا
دلی کچہ بہی پاتی جو حسن طلب
کبہی خوش کیا اور کیا گہ اوداس
کیا اوسنی چہرہ دی مین جب کچہ دل
کبہی تیکہی نظروںسی گہایل کیا
کبہی تیرہی باتونسی مارا ہے او
کبہی ہنسکی دیکہا ذرا خوش کیا
کبہی منہ دکہایا چہپایا کبہی سب
لٹون مین کبہی دل کو لٹکا دیا
وہ ہر چند آنکہین دکہاتی ہے
بچارا پیرا وہ سادہ دل
اسطرح مدت گئی جب سے او
نہ منہ پیر وہ عالم رہا اور نہ نور
جگر خون ہو آنکہو سی آیا او دل
پہ دی پردہ دل سی جی کی صدا

پہر کی بجی گہر مین آئی تہی وہ
کہ تہی دن بدن اوسکی حالت تباہ
اوسیکی تصور مین شام و سحر
پتنگی کی مانند کرتا او سے
وہین کاٹتی آگی اوقات سب
سدا مین سخن کی رونا ہے او
ہر ایک آن مین اوسکو لیتی لبہا
تو عاشق پہ غصہ وہ کرتی غضب
کبہی دور بیٹہی کبہی اوسکی پاس
دیوانہ کیا اوسکو باتون سی چال
کبہی میٹہی باتون سی مایل کیا
کبہی حسیدہی دل سی پکارا او
کبہی ہو کی غمگین ناخوش کیا
کبہی مار ڈالا جلایا کبہی
کبہی ساتہ بالونکی جہٹکا دیا
پہ نظرون مین دل کو لبہاتی رہی
اوراوسپر پہ اسیا ہنا کی شغل
چڑہی گرمی عشق کی تپ سی او
گئی دان مین دل ہو گیا چور چور
گیا دل سب اندر سی اندر پگہل
کہ بہی صبر کی ایک اب انتہا

جو کہتا ہی اوس سی تو کہہ حال کو
سنبھلتا ہی اب بہی تو ظالم سنبھل
ملا کر تو اب دست افسوس کو
یہ سن جی کا پیغام مجبور ہو
بلا سی اگر آن رہتی نہین
غرض ایک دن بات یہ ٹہان کر
تنہا اوسکہڑی کوئی اید ہر ادہر
اکیلی اوسی دیکہہ ہوئی قہر آ
گرا اسطرحسی قدم پر جو وہ
کہ ہی آج کیا یہ خلاف قیاس
کسینی ترا دل ستایا کہین
مری بیٹہنی سی اذیت ہوئے
فقیرون سی اتنا نہ ہو تو خفا
اذیت مگر ہم سی پاتا ہی تو
لگا کہنی رو رو کی فیروز شاہ
تمہاری سمجہہ نی تو مارا ہمین
ستائی ہوئی کو ستاتی ہو کیا
ہوئی تم نہ واقف مری حال سی
تم اپنا سا مجکو سمجہتی رہی
تم ایسی ہی نکلی رحم و بلی درد ہو
یہ سن ہنسکی بولی وہ کہہ اپنا حال

کہ اب تنگ ہی اپنا احوال ل
نہین کوئی دم مین چلا مین نکل
پیارہ لئی ننگ و ناموس کو
کہا اپنی نزدیک کو دور ہو
کہ اب بن کہی جان رہتی نہین
لگا گہات پر اپنی وہ آن کر
اکیلی پڑی جو کہ اوسکی نظر
گرا اوسکی پاؤن پہ بی اختیار
تو کہنی لگی سنکر اوسکو وہ
گرا اتنا تو ہوکی کیون بیحواس
دیا جی کو تیری لبہایا کہین
کہ مہمانونکی مصیبت ہوئے
چلی ہسم بہلا جاتیرا ہو بہلا
کہ اب پاؤن پر پڑا وٹہاتا ہی تو
کہ بس بس یہی تو کہوگی نہ دا
پی باتین نہین اب گوارا ہمین
جلی دل کو ناحق جلاتی ہو کیا
فدا مین رہا جان اور مال سی
بہلا تم کو اب یہان کوئی کیا
غرض اپنی عالم مین تم فرد ہو
کہ تو کیون گرا سر کو پاؤن مین ڈال

کہا تب پریزادنی میر سجان
کہا تنک کرون راز دل کو نہان

بھلا ہجر مین کب تلک ہون ملول
غلامی مین اپنی مجھی کر قبول

لگی ہنسکی کہنی کہ ایک طور سی
جو میری کہانی سنی غور سی

مطالب اگر میری برلائی تو
تو شاید مراد اپنی بہی پائی تو

کہا اوسنی پھر جلد فرمائیے
جو کچھ آپ سی ہو بجا لائیے

کہا اوسنی یہہ ہی مری داستان
کہ شہر سراندیپ ہی ایک مکان

ملک ایک وہانکا ہی مسعود شاہ
کہ بیٹی ہی ایک اوسکی مانند ماہ

جہان مین ہی بدر منیر اوسکا نام
مین رہتی تہی خدمت مین اوسکی مدام

بنایا تہا اوسنی الگ ایک باغ
کہ فردوس کا تہا وہ چشم و چراغ

جدا باپ سی تہی وہ اوسجا مقیم
سدا سیر کرتی تہی بیخوف و بیم

مین نجم النسا اوسکی دخت وزیر
ہمیشہ سی ہمراز تہی اور مشیر

جدا ایک دن اوس سی ہوتی نہ تہی
سلائی بغیر اوسکی سوتی نہ تہی

خوشی سی سروکار غم سی فراغ
برنگ چمن رہتی تہی باغ باغ

کسی طرحکا غم نہ تہا دہیان مین
ترقی حسنکی تہی ہر آن مین

ہوئی ایک دن یہ عجب واردات
کہ ایک شخص وارد ہوا آکی رات

کہانتک کہون اوسکا قصہ ہی دور
نہ تہا آدمی تہا وہ ایک رشک حور

گیا اوسپہ اوس شاہزادیکا دل
گئی ایکدونون وہ آپسمین مل

ولی عاشق اوسپر کوئی تہی پری
محبت مین تہی اوسکی وہ بہی بہری

وہان اوسکی آنیکی سنکر خبر
خدا جانی پہنچا ہی اوسکو کدہر

دیا قید مین اوسکو ڈالا کہین
کہ مدتسی اوسکی خبر کچھ نہین

سو مین کھوج مین اوسکی جوگن ہوئی
یہانتک تو پہنچی بروگن ہوئی

پریزاد آپس مین تم ایک ہو — اگر تم ذرا کہوج اوسکا کرو
تو شاید مددسی تمہاری ملے — تو پہر آرزو بہی ہماری ملے
دل آباد ہو جسکو آرام ہو — تمہارا ہی اس کام مین کام ہو
کہا تب پریزادون نی ہاتہہ لگا — انگوٹہا تو کہایا کہ لیتر نجا
کہا پہر یہی کچہ نہین مہ جبین — لگی ہنسنی کہنی نہین رہی مین
پہنچ تو تم کو اپہی اوسنی بلا — لکہی سی سبکو سنا کر کہا
کہ جاؤ تو ڈہونڈہو کرو جستجی — کہ ہی ایک پرستان مین قید آدمی
جو تم ڈہونڈہ سی لاوگی اوسکی خبر — جواہر کی دونگا لگا اوسکو پر
پہنچ اپنی سردار کا سب کلام — تجسس مین پہرنی لگی صبح و شام
ہوا تا کہان ایک کا وہان گذر — جہان قید مین تہا وہ خستہ جگر
وہ روتا تہا جو نالہ و آہ سے — تو کچہ اوسکو آئی صدا چاہ سے
کہا کچہ تو ملتا ہی یہانسی سراغ — کہ آتی ہی یہان بوی گلزار باغ
وہ چوکی کی جو دیو تہی جا بجا — لگا پوچہنی کسکی ہی یہ صدا
کہا ماہ رخ کا ہی قیدی یہان — کوئی مین تڑپتا ہی ایک نوجوان
وہ تحقیق کر اور لیو نا لکا بہید — اوڑا شہر کو اپنی دیو سفید
کیا جاکی فیروز شہ کو سلام — جو کچہ دیکہہ آیا سنایا تمام
کہا میرا مجرا ہی آب لائی — جو دینی کہا ہی سو دلوائی
جو معمول تہا اوہاتکی انعام کا — جواہر کی اوسکو ڈلی پر لگا

داستان پیغام پہنچنی مین فیروز شاہ کی ماہرخ کو

پہنچا پہر اوس ماہرخ کو پیام — کہ کیون زیست کرتی ہی اپنی حرام

نئی آدمی کو تو چورلیسی لا
تیری باپ کو گر لکھون تیرا حال
عزیزا بیٹی رکھتی نہین جان کو
ترا رنگ عجب تسی اڑتا نہین
بہارا گئی بہول خوف و خطر
بہلا چاہتی ہی تو اوسکو نکال
اوسا سکی قسم کہا کہ پہر گر نہین
کیا ماہ رخ کو یہ فرمان جب
کہا جیسی تقصیر اب مجھ سی ہو
اگر اب مین لاکو یون آدمی کبھی
پرا تنا یہ احسان مجہ پر کرو
میری باپ کو یہ نہووی خبر
یہ سنکر چلا جا اوسکا فیروز شاہ
سر چاہ پر جب وہ پہنچا شفیق
کہ یہ سنگ او کہڑی یہا سی ملی
کہڑی ہی جو وی دیو وہان چپ کی پہاڑ
وہ پتہر جو تہا کوہ سا سنگ راہ
وہ بادل سا کڑکا جو اوس چاہ سی
اندہیر یسی اوس چاہ کی اوسکا تن
وہ من ڈالی اوسمین پڑا تہا جو وہا
نکالو امانت اسی اس نمط

تہا ئی ہی کہ پہن تعشق جتا
تو کیا حال تیرا ہو پہرا ئی جہنال
بابہی ہی کہ پہونکو پرستان کو
نہ پہی کیا پریزاد چہٹرتا نہین
لگی رہتی انسان پر تو نظر
کوئی مین جیسی تو نی رکہا بحال
لیا نام اوسکا کہ پہر تو نہین
ہوئی خوف سی وہ پریشان تب
کہا اوسکو لیجائی پہانسی کو
تو پہر پہونک دیجو پرستان ہی
کہ اسکا پرستان مین چرچا نہو
کہ پہر مین ایدہر کی ہون نی آدمی
چلا جب سی اپنی جہان تب وہ ماہ
کہا اونکا پہی وہی جو اوسکی رفیق
اسیطرح چہاتی سی پتہر ملی
اونہون نی دیا اپنی سینی کو گلا
دیا پہینک وہان سی اوسی منزل کا
تو ایک نور چمکا شب ماہ سے
نظر اون پڑا جیسی کالی کا مست
کہا اوس پریزاد نی سبکو ہاں
کہ لیتی ہین یو منکا جس نمط

تہیں احتیاط اسکی اب ہی ضرور | سمجھو اسی اپنی پتلی کا نور

داستان کوہ سی نکلنے میں بے نظیر کے

قدح بھر کی لا ساقی باتمیز | کوہ سی نکلتا ہی یوسف عزیز
گئی دن خزان کی اور آئی بہار | می لالہ کوہ سی دکھا لالہ زار
گلابی جھلکتی و لادی مجھے | سماں کوہ ایسا دکھا دی مجھے
کہ وہ ماہ نخشب کوہ سی نکل | منازل کو اپنی پھری بر محل
کوئی دیو تھا وہاں سکندر نژاد | کوہی مین او عنبر کہ حسب مراد
الگ یوں لی آیا کوہ سی نکال | کہ فوارہ جوں آب کو دی اچھال
لی آیا وہ جوں خضر سو گھاٹ سی | نکال آب حیوان کو ظلمات سی
ہوئی مست اوس نازو سی وہ گل | کہ نکلا وہ سنبل سی مانند گل
اندھیری سی نکلا وہ روشن بیان | کہ حرف نوشتی جوں ہو وین معنی عیان
وہ جیتا تو نکلا ولی اس طرح | کہ بیمار ہو نزع مین جس طرح
زبس اوپر آنیکا تھا اوسکو غم | کبھی تو کہ بھرتا تھا اوپر کا دم
جمی خاک تن پر بہ رنگ زمین | گڑا جیسی نکلی ہی پیلا کہین
نہ آنکھوں مین طاقت نہ تن مین توان | کہ جون خشک ہو نرگس بوستان
وہ تن سرخ جو تھا سو پیلا ہوا | وہ جوڑا جو تھا سبز نیلا ہوا
وہ سر مین جو تھی اوسکی سنبل سی بال | ہوئی لاغری سی بدن کی وبال
فقط پوست باقی تھا یا استخوان | تھا خون کا رنگ بھی درمیان
بدن سی رگونکی تھی اس ڈھب نمود | کہ او لپٹا ہو جون لیسان کبود
بدن خشک و زرد اسطرح تھا وہ گل | خزان دیدہ ہو جسطرح برگ گل

وہ ناخن جو تھی اوسکی مثل ہلال
یہ دیکھا جو احوال اوسکا تباہ
بٹھا تخت پر اپنی اوسکو وہان
رکھا تخت ایک جا پر اوسکا چھپا
چل اب تو کہ مین اوسکو لایا یہان
دوانی تھی ازبس وہ اوس نازکی
کہا چل کہان تو بتا تو مجھے
کہا رہ کی چلیو ذرا تھم رہو
جسے ڈھونڈتی تھی سو یہ ہی وہ ہے
یہ کہ اور لے ہاتھ مین اوسکا ہاتھ
گیا آپ اوس تخت پر بیٹھ اور
یہ کہ اور اوس تخت کی پاس آ
کہ اس تخت کی گرد ایک دم پھرون
کہا اوسنے ہنسکر بھلا دیکھ تو
کہا اوسنے تب اپنی چوٹی دکھا
غرض وہ پریزاد پیچھے اوتر
یہ اوس تخت کی گرد پھرنے لگی
گلے لگ کے رونے لگی زار زار
وہ دیکھی جو شکل اسکے اوٹھا کے نظر
کہا تو کہان اور اسکا یہ جگ
کہا تیری غم نے دوانہ کیا

سو وہ ہو گئی ہجر کی بدر کال
تو روتا ہوا جلد فیروز شاہ
لے آیا وہ بیٹھی تھی جو گن جہان
کہا پھر یہ جا کر کہ نجم النسا
یہ سنتے ہی گھبرا کے بولی کہان
نہ سر کی رہی سدھ نہ کچھ پاؤن کی
ذرا اوسکی صورت دکھا تو مجھے
کہ شادی بڑی ہی کہین غم نہ ہو
کہا ہای ہان یہ وہی ہی وہ ہے
لے آیا وہ جوگن کو وہان ساتھ ساتھ
دکھایا اوسے اور کہا کر تو غور
کہا اے پریزاد تو اوٹھ ذرا
بلائین مین دل کھول کر اسکی لون
تو اس بات پر میری صدقے ہی ہو
ارے دیو تو کیون دوانہ ہوا
کھڑا ہو گیا تخت سے ہو ادھر
بلا اوسکی لے لیکے گرنے لگی
کیا اپنی تن من کو اوس پر نثار
تو نجم النسا سے یہ گفت وزیر
کہان یہ لباس اور کہان تم لوگ
کہ عالم سے اپنی بیگانہ کیا

بغل کھول کر دونون آپس مین مل
بیان دو نون اپنا جو کرنی لگی
کہی سرگذشت اوسنی اوسدم تلک
یہ سن بی نظیر اپنی دلسوز سی
کیا ایک دن تو اونہون نی مقام
اوسی تخت پر بیٹھہ کر وہ آدہر
وہ جوگن وہ فیروز شاہ اور ماہ
پڑی ہی جو حرف مطلب ارس سوچ کر
مربع نشین تہی جو بدر منیر
اوتارا وہین لا درختون مین تخت
اکیلی اوتر وہان سی آئی ادہر
یکایک جو آ وہ قدم پر گری
پہر آخر جو دیکھا تو جوگن ہی یہ
کہا میری نجم النسا تو ہی جان
ہمین تیری ملنی کی کب آس تہی
بہت اوسنی چاہا کہ ہووی کہڑی
کہا یار غم سی اطاقت نہین
بلائین لگی لینی نجم النسا
اوسی شاہزادہ کا تہا حال یاد
نہ گہر کی وہ رونق نہ اوسکا وہ حال
پڑی ساری بید مشک دیوار و در

وی رویا کئی دیر تک متصل
لڑی اشک سی چشم بہرنی لگی
کہ اسطرح پہنچی ہو تم ہم تلک
لگا شاد ہونی اوسی روز سی
چلی دوسری دن وہ نزدیک شام
کہ تہا نقش مطلوب اوسکا جدہر
چلی تخت پر بیٹھہ اوپر کی راہ
تو بی کشور ہی مثلث کی گہر
وہان اوسکو لائی وہ دخت وزیر
دو بارا کہلی اون درختوں کی تخت
لئی سوگ بیٹھی تہی وہ مہ جدہر
تو جہجکی وہ شہزادی اور کچہ ڈری
میری درد و غم کی بروگن ہی یہ
اری تیری صدقی میری مہربان
کہ جینی سی اپنی ہمین یاس تہی
گہڑی ہوتی ہوتی وہین گر پڑی
اری کیا کرون مجہ مین طاقت نہین
لگی گرد پہرنی بہ رنگ صبا
جو دیکھا تو تہا اوس سی کچہ بہی زیاد
گلو تسی لگا دل تلک پائمال
محل کو جو دیکھا تو ٹوٹا سا گہر

خاص

خواصین جو تھین پاس وہ نازنین — سو میلی کچیلی تھین کی کہین
نہ چوٹی گندہی اور نہ کنگہی درست — جو چالاک تھی بن گئی وہ شکست
پھر ایک اپنی عالم مین دیکھو تو تنک — اُڑا رنگ چہرہ کا مثل پتنگ
نہ آیسکی چہلین وہ پچھے — نہ گانا بجانا تہا وہ پھتھے
غم آلودہ پھر ایک زار و نزار — نہ آرام جی کو نہ دل کو قرار
جو بیٹھین تو رونا جو اوٹھین تو غم — غرض بیٹھتی اوٹھتی اون پر ستم
چمن ساری ویران سی ہین پڑے — شجر گل کی ایک جا سی ہین اکھڑے
جو خود تھی تو حیران و بیمار سے — کہ جون زرد شیشہ کی ہو آرسی
نہ تاب و توان اور نہ ہوش و حواس — ضعیف و نحیف و پریشان و اداس
یہ دیکھا اوسکا احوال نجم النسا — چلی شمع کی طرح آنسو بہا
ولیکن محل مین پڑی جب یہ دہوم — کہا مثل پروانہ اوس پر ہجوم
سنی ایک سی ایک نی یہ خبر — مبارک سلامت ہوئی یکدگر
کوئی غنچہ کی طرح کہلنی لگے — کوئی دوڑ کر اوس سی ملنی لگے
لگی کوئی صدقی کی لانی لگے — کوئی سر سی روئی چھوانی لگے
کوئی آئی باہر سی گہر سی کوئی — اودہر سی کوئی اور ادہر سی کوئی
حقیقت لگی پوچھنی آکی سے لئے — لگی کرنی آپسمین چرچا کوئے
ہوا سر مین اوسکی زبس ازدحام — لگی کرنی گہبرا کی سبکو سلام
کہا بی بیو کل کہو تکی مین حال — کہ اب راہ کی ماندگی ہی کمال
وہ انبوہ جب کچھ ہوا ہر طرف — تو پھر دیکھ نجم النسا ہر طرف
کہا شاہزادی تو آتی نہین — ادہر اپنی تشریف لاتی نہین
چلو چلکی آرام تک دیکھیے — کچھ ایک تم کہنا ہی سن لیجیے
لگی جب کہ خلوت مین بدر منیر — کہا مین لی آئی تیرا نظیر

یہ سن ایکدم تو وہ غش کر گئی
تعجب سی پوچھا کہ سچ مچ ہی یہ
کہا مجکو سوگند اس جان کی
نشاط و خوشیکی خبر یک بیک
کہا کیون کہ لائی کہا اسطرح
ترا قیدی جا کر چھڑا لائی ہون
کہا پھر وہ دونون کہان ہین کہا
عجب وقت مین مین ہوئی تھی جدا
مگر ایک آیڑی ہی لسے
سو اب ایک کو تولی آتی ہون مین
یہ سن شاہزادی ہنسی کھل کھلا
اری ایک ہی تو بڑی ٹھگ ہے
چل اب چوچلی بس زیادہ نہ کر
کہا بھیج پریزاد کے روبرو
کہا وہ تو ایسا دوانا نہین
اگر دل مین کچھ تیری سودا سی ہے
ذرا پوچھ لیجو تو اس بات کو
یہ سنکر شتابی گئی وہ نگار
چھپائی ہوئی لا بٹھایا وہان
پھر اوس سی یہ پوچھا کہ ای بی نظیر
کہا خیر ہی تجکو ٹک چمن

کہی تو کہ حیرت مین آ مر گئے
دیا جیونکو مری کچھ سے یہ
غلط کہنی والی مین قربان کی
نہین منہ پہ کہنہ کی تہی بید ہڑک
وہ سب کہہ دیا حال تہا جسطرح
پر ایک اور بندہ ہوا آرا لائی ہون
درختون مین اونکو رکہا ہی چھپا
کہ دلبر کو تیری دیا لا ملا
کہ مین تیری خاطر بلا مین پہنسے
ہوا دوسریکو بتاتی ہون تنہا
کہا کیون اوڑاتی ہی نجم النسا
کہین تو ہی امرت کہین زہر ہے
شتابی نہین جاکی لی آ ادہر
بغیر از اسیکی کہی ہوسکے تو
وہ اس بات کو کیا کہیگا نہین
نہین ڈر وہ بہی تیری پاس ہے
کہ وہ روبرو اوسکی ہو یا نہ ہو
لیا جاکی آہستہ اونکو پکار
وہ خلوت کا جو تہا قدیمی مکان
کہی تو چلی آدمی بدمنیر
جہپی ہی کہین بہائی سی بہی بہن

مرا جان و مال اسپہ قربان ہے — کہ اسکی سبب سی مری جان ہے

مرا یہ تو ہمدم ہی دن رات کا — بہلا مجہی اس سی پردہ ہی کس بات کا

داستان بی نظیر و بدر منیر کی ملنی اور اوسکی باپ کو بیاہ کا رقعہ لکہنی مین

مری منہ سی ساقی ملا دی شتاب — کہ ملتی ہین باہم مہ و آفتاب

یہ سن سن کی باتین وہ پردہ نشین — چلی آئی ایک ناز سی نازنین

حیا سی پہر آکر جو بیٹہی وہ پاس — پہر آئی گویا اوسکی ہوش و حواس

نظر سی نظر جو ملی ایکبار — گئی چشم سی لعل و گوہر نثار

آدہر اشک خونین ادہر چشم نم — اُسی اسکا غم اور اسی اوسکا غم

نہ وہ رنگ اوسکا نہ وہ اوسکا حال — تن زرد زرد اور رخ لال لال

بہم دو خزان دیدہ گلزار سے — ملی جیسی بیمار بیمار سے

عجب صحبت آپس مین اوس دم ہوئے — کہ ایسی ہی صحبت بہت کم ہوئے

وہ نجم النسا اور فیروز شاہ — حیا سی گئی اپنی نیچی نگاہ

سرشک محبت بہانی لگے — اس احوال پر حیف کہانی لگے

اور ایکطرف کو شاہزادہ نڈہال — لگا رونی وہ منہ پہ دہر کر رومال

وہ مجروح دل تہی جو بدر منیر — لگی کہینچنی اپنی آہونکی تیر

چہپا منہ کو اوسطرف سی نازنین — لگی کرنی تر دامن و آستین

پڑی غم کی باتین جو آدرمیان — یہ روئی کہ لگ گئین ہچکیان

غرض دیر تلک ملکی روتی رہے — جدائی کی داغونکو دہوتی رہے

رخ زرد پر اشک گلگون بہا — بہار و خزان کو کیا ایک جا

کلیجون پہ جو داغ تہی بیشمار — سو آنکھون نی اونکی دکہائی بہا

پھر آخر کو نجم النسا وہ شریر
لگی کہنے سنتی ہے بدر منیر

کیا چاہتی ہے تو اب پھر گیا
زیادہ نہ بس اپنی الفت جتا

مگر تیری خاطر یہ رویا ہے کم
کہ تو اور رو رو کے دیتی ہے غم

ذرا تھمنے آئی دے اسکی توان
ابھی اسکو رونیکی طاقت کہاں

یہ مردہ سا لائی ہو نہیں اس لیئے
کہ دیکھی سے تیری شتابی جیئے

وہان بیٹھی اسکی نہیں کی دوا
کہ ہے خانۂ یار دار الشفا

لی آئی ہے اسکو محبت کی دُھن
جیا ہے فقط تیری ملنے کی سُن

اسی وصل کی آپی دارو پلا
کسیطرح اس نیم جانکو جلا

بس اب کچھ خوشیکی کرو گفتگو
خدا پھر نہ تمکو رولا دے کبھو

نہیں خوشنما پاس آئی ہوئے
رہیں دو جنی منہ پھلائے ہوئے

یہ سُن ہنس پڑی سب وے آپس میں مل
پڑیں جسطرح پھول گلشن میں کھل

بہم پھر تو ہونے لگی اختلاط
اُٹھنے لگی دل سے عیش و نشاط

شب آدھی کٹی تب وہ خاصہ منگا
تکلف سے ہر ایک کی آگے دھرا

عجب چہل سے سبنے آپس میں مل
کیا نوش حسب تمنائے دل

پھر آخر کو دو دو جدا ہو گئے
الگ خوابگاہوں میں جا سو گئے

اٹھائی تھی جو جو کہ رنج و ملال
ہوئی اس گھڑی میں وہ خواب و خیال

الگ ہو کی لیٹی وہ دو ماہ رو
ہوئی لیٹی لیٹی عجب گفتگو

وہ گذرا ہوا یاد کر کی حال
لگی رونے آنکھوں پہ دھر کر رومال

کہا شاہزادہ نے احوال سب
کوئیں میں جو گذرا تھا رنج و تعب

کہ یوں میں اندھیری میں رویا کیا
کوئیں میں تن اپنا ڈبویا کیا

نہ پہنچا کوئی میرا فریاد رس
تڑپتا رہا دل برنگ جرس

وہ تاریک خانہ میرا گھر رہا
سدا میری چھاتی پہ پتھر رہا

صحبت نے یہ چاشنی اور دی / کہ تن کی تپش جیتی جی کو ہر دی

زمین سی نکلنی لگی کپ اس تھے / فلک کی بھی ہاتھ سی پاس تھے

عجب طرح سی زیست کرتا رہا / تری جان سی دور مرتا رہا

خدا ہی نی تجھسی ملایا مجھے / اوٹھا قبر سی پھر جلایا مجھے

دیا شاہزادی نی رو رو جواب / کہ میتی ہی ایک شب یہ دیکھا تھا خواب

تری داغ کی دل مین جو ہو گئی / مین اکرات روتی ہوی سو گئی

تو کیا دیکھتی ہون کہ صحرا ہی ایک / اور اوس دشت ہو مین کنواسا ہی ایک

سدا اونالسی آتی ہی بدر منیر / ادہر آکی یہان تیدہی نی نظر

مین ہر چند چاہا کرون تجھسی بات / ولی کی گئی وہان نہ کچھ مجھسی بات

مری جان گو اوسطرف ڈہل گئی / او سیدم میری آنکھ پھر کھل گئی

عجب اوس گھڑی مجھپہ گذرا قلق / کہ دل اور جگر ہو گیا میرا شق

اوسی دنسی یہ حال پہنچا میرا / کہ مرتی رہی نام لی لی تیرا

نہ دیتا تھا کوئی تیری خبر / ولی تھا تری غمسی دل کو اثر

گذرتا تھا وہان تجھپہ جو صبح و شام / وہ اندیشہ تھا مجھپہ روشن تمام

نہ کہتی تھی مین گرچہ درد نہان / شب و روز جلتی تھی مین شمعسان

عجب طرحسی زیست کرتی تھی مین / کہ اوس زیست کرنیسی مرتی تھی مین

اسی غم مین رہتی تھی لیل و نہار / کہ کیونکر ملاویگا پروردگار

میری شکل پر رو کی نجم النسا / گئی اسطرح حال اپنا بتا

پھر آگی تو معلوم ہی تمکو سب / کہ ہم تم ملی پھر اوسیکی سبب

یہ آپسمین کہہ حال دل رو اوٹھے / وہ کہنی کو سوئی تھی بس سو اوٹھے

جو ملتی ہین بچھڑی ہوی ایک جا / اونہین نیند باتون مین آتی ہی

پری زاد و نجم النسا و بان جدے
الگ اپنی باتون مین سرگرم تہے

گئی رات حرف و حکایات مین
سحر ہو گئی بات کی بات مین

لیا ماہ نے اپنی منہ پر نقاب
اوٹہا بستر خواب سی آفتاب

صبوحی کو اوٹہتا ہی جیسی مدام
شراب شفق سی بہری اپنا جام

لگی روز کو ساتہہ آنی لگا
وہ سوتونکو شب کی جگانی لگا

ہوئی چشم وا اور مژگان دراز
سپید و سیہ مین ہوا امتیاز

گیا عقدہ صبح اوسدم جو کہل
نکل آئی ایدہر اودہر سی وہ گل

اوٹہی جب کہ آپس مین گلفام دو
گئی باری باری سی حمام دو

دوبارہ کیا اوسنی اپنا سنگار
چمن مین نئی سر سی آئی بہار

وہ جوگن ہوئی تہی جو نجم النسا
جہمی گرد اپنی بدن سی چہڑا

نہا دہو کی نکلی عجب آن سی
کہ الماس نکلی ہی جون کان سی

نہانی سی نکلا عجب وسکا روپ
نکل آئی بدلی سی جسطرح دہوپ

دلی آگ اوسنی لگائی یہ اور
کہ پوشاک کی سرخ لالہ کی طور

جلانیکو عاشق کی دکہلا پہین
لیا سرخ لاہی کا جوڑا پہن

تمامی کی سنجاب اوسپر لگا
طلائی طرح سی دیا جگمگا

اوسی رنگ کی ساتہہ کا سب لباس
تصور مین ہو سرخ جسکی قیاس

پہبہو کا ساتن اور وہ منہ کی دمک
کہ جون شعلہ آتش سی اوٹہی بہبک

نکیلی وہ اوٹہی ہوی چہاتیان
بہریکی اپنی جوبن مین اترا تیان

نگلی کی صفائی وہ کرتی کا چاک
تہراقی کی انگیا کسی ٹہیک ٹہاک

وہ کنچن سی اوسمین جہمکین لال لال
بہری رنگ کی قمقمی کی مثال

ملاحت وہ ہنسی کی آدس سی طور
کہ جون سرخ چہرہ پہ خال کبود

کبھی تو لیٹی اپنی منہ پر نقاب
شفق مین چھپی جون سر آفتاب

بنت گرد دیکھو نگر نہ اوسکی پھری
کہ وہان کو گہر لہر کیا کیا ہری

وہ پاجامہ سبز کمخواب اور
دوپٹہ بنارس کا سو رچلی ملور

جواہر سجا اپنی موقع سی کل
تو شمع مین ہو جیسی شعلہ پر دو گل

وہ کنگھی کہچی اور وہ ابرو کھچے
ہر ایکسا پتہ مین اپنی ہر سو کھچے

کہجوری وہ چوٹی زریکا مباف
کہ جون دود کی بعد شعلہ ہو صاف

عروسانہ اوسنی کیا جو لباس
تو آنی لگی خون کی اوسمین باس

بنی جب کہ اس رنگ وہ رشک حور
چلی آئی فیروز شہ کی حضور

پریزاد تو قتل سے ہو گیا
کہی تو کوی جان سی کہو گیا

حیا سی نہ کی بات نہ کچھ کہا
ولی جیسی قربان اوسپر رہا

وہ بن بات کی آپسمین ہنسی لگے
بہم راز دل اپنی کہنی لگے

خوشی سی ہوئی بسکہ سرسبز دل
لگی سیر باتین کہنی آپسمین مل

ضیافت بہم ملکی کہانی لگے
وہ غم کہائی اونکی ٹہکانی لگے

کبھی عیش و عشرت وہ کرتی رہے
یہ غیرونکی چرچی سی ڈرتی رہے

اگرچہ ہر ایک وصل سی شاد تہا
ولی ہجر کا غم اونہین یاد تہا

یہ ٹہرا کی نکلی وہ دو ماہرو
کہ اس بات کو کیجئی ایک سو

غضب ہی جو یو نہین دوبارہ رہین
چھپی کب تلک آشکارا رہین

سبہی ہی یہ تکلیف آرام کو
یہ ناکامیان اور کس کام کو

نصیب اسطرحسی جو یاری کرین
عیان کیون نہ ہم خواستگاری کرین

جب آپسمین مشوری ہو گئے
ادہر اور ادہر ملکی وہ دو گئے

وہ نجم النسا اور وہ بدر منیر
کچھ ایک کر بہانہ وہ دونو [illegible]

رہیں گھر میں پھر جا کی ماں باپ کے ۔ کہ دیکھینگی اب ہم قدم باپ کے
نکل نی نظیر اور فیروز شاہ ۔ کسی شہر میں کہ تہی فوج و سپاہ
کر اسباب سب سلطنت کا درست ۔ پھر آئی اوسی جا پہ چالاک و چست
وہان کا جو تہا شاہ انجم سپاہ ۔ جسی لوگ کہتی تہی مسعود شاہ
کیا نامہ یون ایک اوسکو رقم ۔ کہ ای شاہ شاہان و ای فخر جم
فریدون مثال و سکندر نژاد ۔ مراد جہانی و جہان را مراد
جہان شجاعت زمان کرم ۔ دل رستم گرد حاتم بہم
مین وارد ہوا ایک مکان سی تعجب ۔ لی آئی ہین مجکو میری یہان نصیب
نوازش سی اپنی کرم سی لیجے ۔ غلامی مین اپنی مجہی سی لیجے
ہمیشہ سی ہی راہ و رسم شہان ۔ کہ وابستہ یون ہی ہی کار جہان
جہان پر ہی روشن کہ مین ماہ ہون ۔ ملک زادہ ابن ملک شاہ ہون
ہر ایک محسن و انصف ہی برنا و پیر ۔ کہ ہی نام میرا شہر بی نظیر
بیان سب کیا ماضی و حال کا ۔ تجمل لکہا فوج و اموال کا
جتا کو بہت عجز اور انکسار ۔ لکہا یہ بہی ایک حرف آخر کی بار
کہ جو ہووی بر عکس شرع شریف ۔ وہ ہی اپنی مذہب مین اپنا حریف
اگر مانئی خیر تو ملتے ۔ ہمین اب تو آیا ہمین جانئے
گیا یہ جو مسعود شہ کو پیام ۔ سنا اور پڑہا خط کا مضمون تمام
سمجہ اسکا مضمون مسعود شاہ ۔ کہا اتنی ہی فوج اور یہ کچہ ہی سپاہ
اگر جنگ ہو تو بڑی جنگ ہو ۔ پہہا سمین جو اچہا نہ کیا رنگ ہو
اور آخر یہی ہی زمانی کی چال ۔ کہ پیوند ہوتی ہین باہم نہال
نہ تازی یہ کچہ رسم پیوند ہے ۔ ہمیشہ سی عالم ہنرمند ہے

لکھا نامہ اُسکو وہین در جواب ‎ ‎ کہ عاقل کو نکتہ لگی ہی کتاب
لکھا بعد حمد و ثنای خدا ‎ ‎ پس از نعت احمد شہ انبیا
کہ نامہ تمہارا جو سربستہ تہا ‎ ‎ وہ راز نہان اپنی ہاتھون کہلا
شریعت کی عالم مین مجبور ہین ‎ ‎ نہین اپنی نزدیک ہم دور ہین
اگر ہم کبہی اپنی دعوی پر آئین ‎ ‎ تمہاری فلک کو نخاطر مین لائین
ابہی گر کسی نکلی ہو اثر کو کی طور ‎ ‎ نہین نیک یہ پر تمہین اپنی غور
کسی پاس دولت یہ رہتی نہین ‎ ‎ سدا ناو کاغذ کی بہتی نہین
ولی کیا کرین رسم دنیا ہی یہ ‎ ‎ وگرنہ گہمنڈ آپ کا کیا ہی یہ
نہیں ہمکو ہی پاس شرع رسول ‎ ‎ سو اسواسطی کرتی ہین ہم قبول
خلاف پیغمبر کسے رہ گزید ‎ ‎ کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید
ایک اچہی سی تاریخ ٹہرا سی ‎ ‎ دیا حکم ہم نی تمہین آ سی
گیا ایلچی لیکی نامہ ادہر ‎ ‎ اڑی ہر طرف سنی خوشی کی خبر
سنی یہ جو نامہ کی گفت و شنید ‎ ‎ ہوئی شاہزادی کو گویا کہ عید
کشادہ ہوی دل جو تہی غمسی تنگ ‎ ‎ اوسی دنسی ہونی لگی راگ رنگ
ہوئین ہر طرف سب دل آرائیان ‎ ‎ لگین ہونی شادی کی تیاریان
بلا شگنیونکو بتا سال و سن ‎ ‎ مقرر کیا نیک ساعت کا دن

داستان بی نظیر اور بدر منیر کی بیاہ کی اور اوسکی تجمل مین

کدہر ہی تو اے ساقی گلبدن ‎ ‎ دہری آج اوس شمعرو کی لگن
بلا مطربان خوش آواز کو ‎ ‎ کہ آوین لیکی اپنی سب ساز کو
وہ اسباب شادی کا تیار ہو ‎ ‎ مکرر نہ پہر جسکی تکرار ہو
بڑی خواہشوں سی جب آیا وہ دن ‎ ‎ چہپایا بیاہنی وہ سہ شب فرو

محل سی نکل جب ہوا وہ سوار
کرون اوس تجمل کا کیونکر بیان
وہ دولہ کی اوٹھنی ہی ایک غل پڑا
کوئی دوڑ گھوڑونکو لانی لگا
لگا کھینی کوئی لا ہر آ ئیو
کسینی کسیکو پکارا کہین
کوئی پالکی مین چلا ہو سوار
جو کثرت مین دیکہا کہ گاڑی نہین
سپر اور قبضی کہٹ کنی لگے
نکورتی وہ نوبت کی اور اونکی بعد
وہ شہنائیونکی سہانی دہنین
ہزارون تمامی کی تخت روان
وہ طبلون کا بجنا اور اونکی صدا
وہ نوشہ کا گھوڑی پہ ہونا سوار
شہر کردہ گھوڑونکا چلنا سنبہل
وہ فانوسین آگی زمرد لگا
دو رستہ جو روشن چراغان ہوے
ہوا دل جو روشن چراغان سے
چراغونکی تر پولئی جا بجا
کوئی بان بچی کہلونی کوسے
تماشائیون کا جدا ایک ہجوم

بجی شادیانی باہم ایکبار
کہ باہر ہی نقریبی وہ سمان
لگا دیکھنی اوٹھ کی چھوٹا بڑا
کوئی ہاتھیونکو بٹھانی لگا
اری تہہ شتابی مسری لائیو
نہ لائی پہ میانیکی مارا کہین
پیادونکی رکہا پہنچی آ گی قطار
کوئی مانگی تانگی پہ بیٹھا کہین
سوارونکی گھوڑی پہر کنی لگے
گرجتا وہ دہوسونکا مانند رعد
جبسی گوش زہرہ منفصل سنین
اور اہل نشاط اونپہ جلوہ کنان
وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈ لا
وہ موتی کا سہرا جو اہر کا ہار
ہما کی وہ دو نو طرف مورچھل
کہیں ہو سبز مینا جنہون پر نثار
پتنگی خوشی سی غزلخوان ہوے
پڑہی شعر نور کی دیوان سے
اور اون مین وہ بازاریونکی صدا
کوئی دال موٹھ اور سلونی کو لے
پتنگی گرین جب چراغان جہوم

گرجنا وہ نوبت کا باجوں کی ساتھ
براتی ادہر اور ادہر جوق جوق
وہ کالی پیادی اور اونکی تفیر
وہ آرایش اور گل کئی رنگ کی
وہ ابرک کی گنبد وہ مٹی کی جھاڑ
دو رستہ برابر برابر وہ تخت
وہ رنگین کنول اور وہ شمع و چراغ
جہاںتک نظر آوی اونکی قطار
اناروں کا دغنا پچھچہی کا زور
ڈرایا ستاروں کی جو آگ سے
وہ مہتاب کا چھوٹنا بار بار
دہواں چھپ گیا نور میں نور کے
سراسر وہ مشعل کی ہر طرف جا
زری پوش سر سبز سب یکدگر
کہی تو کہ نزدیک اور دور سے
جب آئی وہ دولہن گہر پر برات
ہوا اونکی صحبت کی شک بہشت
کھڑی یاد لو نکی وہ خیمی بلند
عجب مسند ایک جھلکی اور فرش
بلوری بہری شمعدان بیشمار
نئی رنگ کی اور نئی طور سے

گرجنا وہ باجو نکا ڈھولکی ساتھ
وہ آواز سرنا اور آواز بوق
کہ تا چرخ پہنچی صدا دل کو چیر
وہ باتہی کہ دو دیو تہی جنگ کی
کہی تو کہ تنکی کی او جہل پہاڑ
کسی پر کنول اور کسی پر درخت
کہلی جسطرح لالۂ نور باغ
طلسمات کی سی ہوا پر بہار
ستاروں نکا چھٹنا پٹاخوں کا شور
تو باتہی لگی من پھلی بھاگنے
کہ ہر رنگ کی جس سی دونی بہار
سیاہی اوڑی شب کی کافور ہو
کہ جون نور کی مشعل ہو بہار
پہرین برق کی طرح ادہر ادہر
زمین و زمان بہر گیا نور سے
کہوں وہانکی عالم کی کیا کسی بات
دہری طلئی گرد عنبر سرشت
کہ ہرن عالم نور جسکو پسند
تمامی کی عالم کا جو نور فرش
چڑہین موم کی بتیان چار چار
دہری ہر طرف جہاڑ بلور کی

تماشائیونکی یہ کثرت کہ بس
دوزانو زری پوش بیٹھی تمام
وہ دولہ کا مسند پہ جا بیٹھنا
طوایف کا اوٹھنا ایک انداز سے
گرون راگ اور ناچ کا کیا بیان
وہ اسباب عشرت کا آپسمین مل
وہ ایمن کی لہرین ادہر اور ادہر
اور اوس صفت سے ایک پیچ کر نکل
اولٹنا دوپٹی کا دے دیکی تال
کبہی پر ملو مین دکہاتی ادا
کبہی گت سے ناچنا ذوق سے
ادہر کی تو یہ گت اور اوسکا سبہا
کہڑی ہوکی دگہونٹ حقہ کی لے
انگوٹہی کی لی سامنی آرسے
اولٹ آستینین اور مہرکا چاک
بنا کنگہی اور کرکی ابرو درست
دوپٹہ کو سر پر اولٹ اور سنبہل
پکڑ کان اور گہونگرونکو اوٹہا
ادہر اور ادہر رکہہ کی کاندہی پہ ہاتہہ
فتح چند کی ہاتہہ کی مورت ایک
کبہی ناچنا اور گانا کبہی

ملی ایک سے ایک سب پیش و پس
شراب خوشی کی کئی نوش جام
برابر رفیقون کا آ بیٹھنا
دکہاتی وہ آصد ہین ناز سے
قدیمی کسی وقت کا سامان
جمانا کہڑی راگ کا دیکی دل
ملی سر طنبورونکی با یک دگر
جتانا ہنر اپنا پہلی پہل
وہ بوٹا سا قد اور گہنگرو کی چال
کہ جون لوٹ کر ہو وہی بجلی ہوا
کہ تیورا کی عاشق گرے شوق سے
ادہر اوٹ مین نایکہ کا بناو
چبا پان اور رنگ ہونٹہو پہ جمے
وہ صورت کو دیکہہ اپنی گلزار سے
نئی سر سے انگیا کو کہ ٹہیک ٹہاک
جہٹک دامن اور ہوکی چالاک و چست
یکا یک وہ صف چیر آنا نکل
پہن پاؤن مین اور سر سے چہوا
چلی ناچتی آنا سنگت کی ساتہہ
لجاتی ہوی چاند سی صورت ایک
رہ جہانا کبہی اور ہتانا کبہی

نوٹ

خوش آوازیان اور گاتا چھال ۔۔۔ دکھاتا ہر ایک وصف مین اپنا کمال
وہ شادیکی مجلس وہ گانیکا رنگ ۔۔۔ وہ جیکی خوشی اور دل کی ترنگ
وہ پہولونکی گہنی کناریکی ہار ۔۔۔ وہ میٹہی ہوئی رنڈیونکی قطار
وہ بیڑونکی پتی پڑی ہر طرف ۔۔۔ غم دل جسیی دیکہہ ہو ہر طرف
ادہر کا تو یہ رنگ تہا اور یہ رنگ ۔۔۔ محل مین ادہر گہوڑیان اور سہاگ
وہ گہر ایسی شادی مبارک کی دہول ۔۔۔ وہ ٹونی سلونی وہ میٹہی سی بول
اوتریکی وہان سمدہونکی پہبن ۔۔۔ کہلین پہول جیسی چمن در چمن
گلوت مین پہنا وہ ہنس ہنسکی ہار ۔۔۔ شتاسٹ وہ پہولونکی چھڑیونکی مار
دکہانا وہ بن بنکی اپنا بناو ۔۔۔ وہ آپسکی رسمین وہ آپسکی چاو
تہائی ہنسی شور وغل تالیان ۔۔۔ سہانی سہانی نئی گلیان
غرض کیا کہون تاب مجہ مین نہین ۔۔۔ بدہائی کا عالم کوئی بس کہین

داستان نئی نظیر کی براتیونکی بار پان کی تقسیم مین

پہونچا ہون لشہ میں بہت ساقیا ۔۔۔ مجہی بلکی اب می کی شربت پلا
کسی پر نہ ایسا ہو جو بار ہون ۔۔۔ کہ پہر مین کلی کا تیری یار ہون
ہوا جب نکاح اور بٹی بار پان ۔۔۔ پلا سب کو شربت دیئی پاندان
اوٹہا پہر تو نوشہ بعد از نکاح ۔۔۔ محل مین بلانیکی ٹہری صلاح
چلا یون وہ دولہ دولہنکی طرف ۔۔۔ پہری جیسی بلبل چمن کی طرف
وہان تک پہنچتی ہوی کیا کہون ۔۔۔ ہوئی نوٹکی لاکہہ پہر شگون
ہوا لیکن اوسوقت دونا مزا ۔۔۔ کہ دولہہ دولہن جب ہوی ایک جا
عروسی وہ گہنا وہ سوہا لباس ۔۔۔ وہ مہندی شہانی وہ پہولونکی باس

ملا سرخ جوڑی پہ عطر سہاگ
کہلی مل کی آپسمین دونو نکی بہاگ

دکہا مصحف اور آرسی کو نکال
دہرا بیچ مین سر پہ آنچل کو ڈال

نہ تہا وصل اسطرحکا دیبا مین
خدائی کیا آن کی آن مین

عجب قدرت حق نمایان ہوئے
جسی آرسی دیکہہ حیران ہوئے

وہ جلویکا ہونا وہ شادیکی دہوم
وہ آپسمین دولہ دولہن کی سوم

سیتی پہنائی سروج آن کر
کوئی گالی ہی دی گئی جان کر

لگی کوئی وہان گال سی کچہہ لگا
لگی کوئی دولہن کی جوتی چہوا

وہ شیرین جو بیٹہی تہی شیرین بنے
نبات اوسکی چٹنی بنی کو بنے

چنائی نبات اوسکو اس گہاتہی
کہ دہوکا دیا ہر گہڑی بات سی

زبس دل تو تہا اوسکا ہر جا بہ بند
سبہی جاسی اوسی چنی کر پسند

اوٹہائی ولی اوسکی آنکہوسی پو
کرین نوش بادام شیرین کو جو

ولی وہ جو ہوٹہو نکی تہی لب ملی
وہ مصریکی منہ سی اوٹہائی ڈلی

کمر سی اوٹہائی ولی اسطرح
کہ ہان ہون نہین کی نہین جسطرح

ذرا پاؤں پرکی اوٹہائی اٹرا
نہین اور ہانکا عجب غل پڑا

یہ ظاہر کی تکرار تہی بار بار
وگرنہ دل اوس پاؤں پر تہا نثار

عجب طرحکی رنگ رلیان ہوئین
کہ باتین وہ مصریکی ڈلیان ہوئین

وہ سب ہو چکی جبکہ رسم و رسوم
سواریکی ہونی لگی پہر تو دہوم

سحر کا وہ ہونا وہ ڈولی کا وقت
وہ دولہنکی رخصت وہ رونیکا وقت

کہڑی سب کا لاچار منہ دیکہنا
کہ یارب یہ کیا ہی جہان پیکہنا

وہ دولہن کا رو رو کی ہونا جدا
وہ ماباپ کا اور رونا جدا

نکلتی وہ جانا محل سی جہیز
کہ جون چشم سی اشک ہو موج خیز

یہان موت ہی اہل عرفان کو
وہ جو دردمندیسی ہین آشنا
وہ دولہ کا دولہن کو گودی لو اوٹہا
چلی لیکی چنڈول جیسدم کہار
کہڑی تہی جو وہان چشم کو سر اکی
ادہر اور آدہر اپنی سہیلیکو جیسی
سوار اپنی گہوڑی پہ ہو کر شتاب
دکہاتا ہوا حشمت و عظم و شان
وہ بہی تو چنڈول مین رشک ماہ
پہر اگہر کو اپنی قدم با قدم
غرض اسطرح جب دولہنکو بیاہ
ہوی وہ جو ہونی تہی رسم و رسوم
اٹہایا اوسی دہوم مین لگکی تہہ با
وہ نجم النسا تہی جو دخت وزیر
کہا باپ کو اوسکی ای خیرخواہ
تو جسی رکہتا ہون ایک التجا
غرض ہر طرح کر رضامند اوسی
پریزاد تہا وہ جو فیروز شاہ
اوسی دہوم سی اور اوسی فوج سی
وہی سب تجمل وہی سب رسوم
دقیقہ نچہوڑا کسی بات مین
کہ جانا ہی ایک دن تو تہین جان کو
وہی شادیکا لیتی ہین غم سی مزا
بٹہانا محافی مین اختر کو لا
کیا دو طرف سی زر او سیم نثار
سو موتی انہون نی نچہاور کئی
وہ ایک چاند سا منہ دکہانی نظیر
کہ جون صبح ہووی بلند آفتاب
لئی ساتہہ ساتہہ اپنی نوبت نشان
اور آگی وہ خورشید عالم پناہ
سواری لگا گہر مین اترا صنم
لی آیا جہان اوسکی تہی عیشگاہ
کہ ظاہر مین تہی یہ بہی درکار دہوم
پریزاد کا بیاہ جو تہی کی ساتہہ
کیا اوسکی والد کنی بی نظیر
مرا بہائی ہی ایک فیروز شاہ
کہ تو اوسکو فرزند مین اپنی لا
کیا جال مین اپنی پابند اوسی
دیا اوسکو نجم النسا سی بیاہ
اوسی شان سی اور اوسی اوج سی
ہوی تہی جو کچہ بیاہ مین اوسکی دہوم
برابر رہی پہل دنرات مین

اوسیطرح اوسکو بیاہا بغرض
جو کچھ قول تہا سو نباہا بغرض

خدا راست لایا اونہونکی جو کام
برآئی دلونکی مطالب تمام

ہوئین متصل یہ جو وو شادیان
بسین ایک جا چار آبادیان

پہری دن تو اپنی وطن کو پہرے
وہ آشفتہ بلبل چمن کو پہرے

خوشی سی لئی حرمت و جاہ و مال
چلی شہر کو اپنی وہ حال حال

وہ نجم النسا اور وہ فیروز شاہ
فلک پر سی ہو مثل خورشید و ماہ

رضا اونسی لیکر اوسی آن مین
گئی شاد و خرم پرستان مین

یہ اقرار چلتی ہوی کر گئے
کہ گو تم اودہر اور ہم ایدہر گئے

تم اس غم سی مت ہو جیو سینہ ریش
کہ ہم تم سی ملتی رہینگی ہمیش

تسلی وہی دی کر اودہر کو چلی
یہ ایدہر لئی اپنا لشکر چلی

داستان بی نظیر کی بدر منیر کو اپنی وطن لیجانی اور ماں باپ سی ملاقات کرنی میں

پلا ساقیا آخری ایک جام
کہ ہوتی ہی بس یہ کہانی تمام

وہ نزدیک پہنچی جب اوس شہر کی
کیا پاس جا خیمہ ایک نہر کی

کیا جب کہ خلقت نی تفتیش حال
اور آنکہوں سی دیکہا وہ بدر کمال

پڑا شہر مین یک بیک پہر یہ غل
کہ غایب ہوا تہا سو آیا وہ گل

خبر یہ ہوی جب کہ ماں باپ کو
گیا گم اونہوں نی وہیں آپ کو

زبس دل تو تہا یاس ہی سنتی تہرا
یہ سن ہاتہہ اور پاؤن کنپی تہرا

لگی روتی آپسمین زار و نزار
کہا ہای ہمکو نہیں اعتبار

ملا وینگی ہم سی ہمارا حبیب
یہ دشمن نہیں اپنی ایسی نصیب

یہ ہوگا کوئی دشمن ملک و مال
سو مین آپ ہی ہون گرفتار حال

کوئی اوسکا وارث تو آخر نہین
کہا سبنی صاحب چلو تو سہی
مگر یہ سنا جب کہ بیٹی کا نانو
وہ آتا تہا جیسی کہ بیٹا ادہر
جو ہین اپنی کعبہ کو دیکہا وان
گرا پانون پر کہہ کی یہ باپ کی
سنی یہ صدا جو نہین وس ماہ کی
اوٹہا سر قدم پر سی چہاتی لگا
یہ رویا یہ رویا کہ غش کر چلا
ملی پہر تو آپس مین وہ خوب سی
وہ گل گل شگفتہ ہوا گلکی طرح
ہوی شاد و خرم صغیر و کبیر
می عیش سی سب کو مستی ہوے
بڑی دہوم سی اور بڑی آن سے
وہ پہولا جو تہا ہجر کی داغ مین
زنانی سواری او تروا کی ساتہہ
در آمد ہوا گہر مین سرو روان
کہ اتنی مین آگی نظر جو پڑی
بہی چشم سی آنسوونکی قطار
وہ مان جب بیٹی کی لگ کر گلی
بہو اور بیٹی کو چہاتی لگا

وہی لیکی جاوی یہ جہگڑا کہین
یہ بیٹا تمہارا وہی ہی دبے
چلا پہر تو روتا ہوا تنکی پانون
پڑی باپ پر جو لگا ایک نظر
چلا سرکی بہل نی نظیر جہان
خدا نی دکہائی قدم آپ کی
تو اوس غم رسیدہ نی ایک آہ کی
لپٹکی گہڑی دو تلک خوب سا
کہی تو کہ آنسو کا لشکر چلا
کہ یوسف ملا جیسی یعقوب سی
یہ گلگی طرح اور وہ بلبل کی طرح
ہوئی ملکی نذرین امیر و وزیر
نئی سر سی آباد بستی ہوے
بجانی ہوی نوبتین شادیانے
ہوی [illegible] داخل او سی باغ مین
پکڑ اوس گل نو شگفتہ کا ہاتہہ
لئی ساتہہ اپنی وہ غنچہ دہان
تو دیکہا کہ مان راہ مین ہی کہڑی
گرا مان کی پانو پہ بی اختیار
یہ رونی لگا آنسو کی نالی چلی
وہ دونون کی دو ہاتہہ باہم ملا

ہوئی جان اور جیسی اوس پر نثار — پیا پانی اون دونون پر وار کر
جگر پر جو تھی درد اور غم کی داغ — بجھی وصل سی ہجر کی وی چراغ
سبب آپسمین ہنسی لگی مل ملا — پھر آئی چمن مین وہ گل کھل کھلا
وہ آنکھین جو اندھی تھین روشن ہوئین — زمینین جو تھین خشک گلشن ہوئین
ز بس باپ مانکو تھی شہر کی چاہ — دو بارا اونہون نی کیا اوسکا بیاہ
لکھون مین کر اس بیاہ کی دھوم دھام — تو پھر یہ کہانی نہ ہووی تمام
بنا اونکی تقدیر کا جو بناو — لگی اونہون نی یہ سب لکی چاو
وہ جیسی کہ اوس باغمین تھی خزان — گئی آگی پھر اونمین سب گلرخان
محل مین عجایب ہوئی چہچہے — وہ مرجھائی گل پھر ہوئی لہلہے
ہوا شہر پر فضل پروردگار — وہی شاہزادہ وہی شہریار
وہی لوگ اور وہی چہچہی تمام — وہی ناز و انداز کی اپنی کام
وہی بلبلین اور وہی بوستان — شگفتہ گل و جمع دوستان
اونہونکی جہان مین پھری جیسی دن — ہماری تمہاری پھرین ویسی دن
ملین سبکی بچھڑی الٰہی تمام — بحق محمد علیہ السلام
ہوئی جیسی وے شاد ہون شاد ہم — رہین شہر مین اپنی آباد ہم
رہی شاد نواب عالی جناب — کہ ہی آصف الدولہ جسکا خطاب
خوشی اوسکی ہی سرو باغ مراد — رہی روشن اوسکا چراغ مراد
بحق حسین و امام حسن — رہون شاد مین بھی غلام حسن
فدا مصحفو داد کی ہی یہ جا — کہ دریا سخن کا دیا ہی بہا
تو بس عمر کی اس کہانی مین صرف — تب ایسی یہ نکلی ہین معنی سی حرف
جوانی مین جب بن گیا ہون مین پیر — تب ایسی ہوئی ہین سخن بی نظیر

نہین مثنوی ہی یہ اک پہلجہڑے | مسلسل ہی موتی کی گویا لڑے
نئی طرز ہی اور نئی ہی زبان | نہین مثنوی ہی یہ سحر البیان
رہیگا جہان مین مرا اس سی نام | کہ ہی یادگار جہان یہ کلام
ہر ایک بات پر دل کو مین خون کیا | تب اسطرح رنگین یہ مضمون کیا
اگر واقعی غور تک سمجہیے | صلا اسکا کم ہی جو کچہ دیجیے
غرض جسنی اسکو سنا یہ کہا | حسن آفرین مرحبا مرحبا
جو منصف سنینگی کہینگی سبہی | نہ ایسی ہوئی ہی نہ ہوئیگی کبہی
میری ایک مشفق ہین زرا قتیل | کہ ہین شاہ راہ سخن کی دلیل
سنی مثنوی جب یہ جسنی تمام | دیا اسکی تاریخ کا انتظام
زبس شعر کہتی ہین وہ فارسی | ہر ایک شعر انکا ہی جون آرسی
اونہون نی شتابی اوٹہا کر قلم | یہ تاریخ کی فارسی مین رقم

قطعۂ تاریخ

پئے تفتیش تاریخ این مثنوی | کہ گفتش حسن شاعر دہلوی
زدم غوطہ در بحر فکر رسا | کہ آرم بکف گوہر مدعا
بگوشم ز ہاتف رسید این ندا | بہین مثنوی باد ہر دل فدا

قطعۂ تاریخ

میان مصحفی کو جو بہایا یہ طور | اونہون نی بہی کر فکر از راہ غور
لکہی اسکی تاریخ یون بر محل | یہ بتخانۂ چین ہی بی بدل

تمام شد

آخری حصے سے تاریخ
(مثنوی) [illegible]
بروئے قطعہ ۱۱۹۹

بعد حمد و نعت کے جاننا چاہیے کہ قصہ بے نظیر و بدر منیر تصنیف میر حسن دہلوی
کہ دلچسپ ترین قصص ہے بسبب کتابت کاتبان نافہم کے اکثر جا غلط تھا
سو مولوی مقبول احمد صاحب گوپاموی اور مولوی میر فرخندہ علی صاحب
ساکن قصبہ سنوتنی نے بکمال سعی و تردد صحت اسکی کی اور میر حسن رضوی نے
بیت السلطنت لکھنو محلہ محمود نگر مین پچیسوین تاریخ ماہ ربیع الاول
سنہ بارہ سو ساٹھہ ہجری مین کتابت لالہ شیولال سے چھاپا

قطعہ تاریخ

از نتایج طبع مولوی مقبول احمد صاحب گوپاموی

مطبع سید حسن مین جب چھپی — خوب صحت سے حسن کی مثنوی
کر تصور چہرۂ بدر منیر — یون کہا دل نے کہانی بے نظیر

قطعہ تاریخ

طبع زاد مولوی کرامت علی صاحب متخلص باظہر

چون مثنوی میر حسن باز طبع شد — از یاد رفت حسن بہار از دل چمن
اظہر نوشت ازپے تاریخ وقت طبع — از حسن طبع کرد ہمین مثنوی حسن